جولائی ۱۹۸۹ء

ماہنامہ

میثاق

لاہور

مدیر مسئول

ڈاکٹر اسرار احمد

★ پاکستان کے مخصوص سیاسی حالات میں مرکزی علماء کونسل اور
متحدہ حزب اختلاف کا کردار (امیر تنظیم اسلامی کے خطاب کی تلخیص
★ اخبارات میں عریانی وفحاشی کے خلاف ایک خاموش مظاہ

یکے از مطبوعات

تنظیم اسلامی

نہی عن المنکر اور ایمان

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلّم قال: "مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي، إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ حَوَارِيُّوْنَ وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهٖ، ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ، وَيَفْعَلُوْنَ مَالَا يُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، لَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ سے پہلے کسی امت میں کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کے بعد اس کی امّت میں اس کے حواریوں اور اصحاب نے اس کی سنّت کو قائم نہ کیا ہو اور اس کے احکام کی پیروی نہ کی ہو۔ پھر ان کے جانشین ایسے لوگ بن جاتے ہیں جن کے قول اور فعل میں تضاد ہوتا ہے اور وہ ایسے کام کرتے ہیں جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا پس جو ان کے خلاف ہاتھ (قوّت) سے جہاد کرے وہ مومن ہے جو ان کے خلاف زبان سے جہاد کرے وہ مومن ہے اور جو ان کے خلاف دل سے جہاد کرے (یعنی دل میں انہیں بُرا سمجھے) وہ مومن ہے مگر اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا (القرآن)

ترجمہ: اور اپنے اوپر اللہ کے فضل کو اور اس کے اس میثاق کو یاد رکھو جو اس نے تم سے لیا جبکہ تم نے اقرار کیا کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی

ماہنامہ لاہور

میثاق

مدیر مسئول

ڈاکٹر اسرار احمد

جلد:	۳۸
شمارہ:	۶
ذوالحجہ	۱۴۰۹ھ
جولائی	۱۹۸۹ء
فی شمارہ	-/۵
سالانہ زرِ تعاون	-/۵۰

سالانہ زرِ تعاون برائے بیرونی ممالک

سعودی عرب، کویت، دوبئی، دوہا، قطر، متحدہ عرب امارات —	۲۵ سعودی ریال
ایران، ترکی، اومان، عراق، بنگلہ دیش، الجزائر، مصر، انڈیا۔	۶۔ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سکنڈے نیوین ممالک، جاپان وغیرہ۔	۹۔ امریکی ڈالر
شمالی و جنوبی امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ وغیرہ۔	۱۲۔ امریکی ڈالر

ترسیل زر: مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ۔ ماڈل ٹاؤن فیروز پور روڈ۔ لاہور (پاکستان)

ادارۂ تحریر

شیخ جمیل الرحمٰن

حافظ عاکف سعید

حافظ خالد محمود خضر

مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور رجسٹرڈ

مقامِ اشاعت: ۳۶۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور ۵۴۷۰۰۔ فون: ۸۵۶۰۰۳-۸۵۶۰۰۴

سب آفس: ۱۱۔ داؤد منزل نزد آرام باغ شاہراہ لیاقت کراچی۔ فون: ۲۱۶۵۸۶

پبلشرز: لطف الرحمٰن خان طابع: رشید احمد چودھری مطبع: مکتبہ جدید پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ

مشمولات

عرضِ احوال ——— ۳

عاکف سعید

تذکرہ و تبصرہ ——— ۷

پاکستان کے مخصوص حالات میں مرکزی علماء کونسل اور متحدہ حزب اختلاف کا کردار

ڈاکٹر اسرار احمد کے حالیہ خطابِ جمعہ کی تلخیص

الہدیٰ (نشست ۶۰) ——— ۲۱

مسلمانوں کی سیاسی و ملّی زندگی کے رہنما اصول

سورۃ الحجرات کی روشنی میں (۷)

ڈاکٹر اسرار احمد

حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم **بحیثیت داعیِ انقلاب** ——— ۳۱

امیرِ تنظیم اسلامی کا ایک فکر انگیز خطاب

مرتب: (شیخ) جمیل الرحمٰن

رپورتاژ ——— ۴۳

اخبارات میں عریانی و فحاشی کے خلاف تنظیم اسلامی کے پہلے مظاہرہ کی روداد

رفتارِ کار ——— ۵۷

تنظیم کے مرکزی قائدین کا دورۂ کراچی اور شام الہدیٰ پروگرام

پہلا ۸ روزہ تربیتی پروگرام برائے مبتدی رفقاء

لاہور میں منعقدہ تربیتی پروگرام برائے منتظم رفقاء

خطوط و نکات ——— ۷۳

نیویارک سے شمیم احمد صدیقی صاحب کا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ احوال

پاکستان میں ماہ جون کا شمار موسم گرما کے سخت ترین مہینوں میں ہوتا ہے اور اس مہینے میں بالعموم ہر نوع کی اضافی سرگرمیاں سرد پڑ جاتی ہیں۔ موسم کی حدت انسان کو بے بس کر دیتی ہے اور انسان اپنے روزمرہ کے کاموں میں صرف انہی کو سرانجام دے پاتا ہے جو اس کے خیال میں ناگزیر اور ازبس ضروری ہوں۔ لیکن الحمد للہ کہ اس بار ماہ جون کے دوران تنظیم اسلامی کی تنظیمی، تربیتی سرگرمیاں نہ صرف یہ کہ کسی قسم کی سردبازاری کا شکار نہیں ہوئیں، بلکہ ان میں پہلے سے زیادہ شدت اور ہماہمی نظر آئی۔ فللہ الحمد و المنہ

اس ماہ کے آغاز میں ۲ تا ۹ر جون قرآن اکیڈمی لاہور میں مبتدی رفقاء کیلئے پہلی باقاعدہ تربیت گاہ کا انعقاد عمل میں آیا۔ بلاشبہ یہ ایک مثالی تربیت گاہ تھی جو اگرچہ شرکاء کی تعداد کے اعتبار سے کچھ زیادہ حوصلہ افزاء نہیں تھی، لیکن جس نہج سے اسے منعقد کیا گیا، خصوصاً شرکاء کے ایک ایک لمحے کی قدر وقیمت کا خیال کرتے ہوئے اور ان کے شب و روز کے معمولات کو سنت سے قریب تر لانے کیلئے ۲۴ گھنٹوں کو جس طرح ایک ڈسپلن کے تحت گزارنے کی تربیت دی گئی وہ معاملہ لائق تحسین ہی نہیں قابل رشک بھی تھا۔ تمام شرکاء نے اس تربیت گاہ کی افادیت کو پورے طور پر محسوس کیا اور وہ جب یہاں سے رخصت ہوئے تو فکری غذا کا توشہ ہی ان کے ہمراہ نہ تھا ایک ولولۂ تازہ اور عزم نو کے ساتھ دین کی سربلندی کیلئے جان و مال کے ایثار کی آرزو بھی ان کے ہم رکاب تھی۔ قرآن اکیڈمی ہی میں ۱۶ تا ۲۳ر جون منتظم رفقاء کیلئے تربیت گاہ منعقد ہوئی۔ یہ تربیت گاہ بھی الحمد للہ کہ اسی شان کی حامل تھی جس کا ذکر مبتدی رفقاء کی تربیت گاہ کے ذیل میں آیا ہے، بلکہ تعداد شرکاء کے اعتبار سے یہ بہت بھرپور تھی۔ رفقاء و احباب کی دلچسپی کے پیش نظر ان دونوں تربیت گاہوں کی مفصل رپورٹیں اسی شمارے میں شامل کر دی گئی ہیں۔ یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ یہ دونوں تربیت گاہیں نہایت کامیاب اور سودمند ثابت ہوئیں۔ جن مقاصد کے پیش نظر ان تربیتی پروگراموں کا انعقاد کیا گیا تھا، الحمد للہ کہ وہ باحسن وجوہ پورے ہوئے اور امید واثق ہے کہ اس

نوع کے پروگرام اگر باقاعدگی سے ہوتے رہے توانشاءاللہ بہت جلد تنظیم اسلامی ایک چلتے ہوئے قافلے کی شکل اختیار کر لے گی۔

ان تربیت گاہوں کو تشکیل دینے اور کامیابی کے ساتھ ان کا انعقاد کرنے میں لاہور میں مقیم تنظیم کے قریباً تمام سرکردہ حضرات کی کاوشوں کو دخل ہے، لیکن ان میں سب سے بڑا حصہ ناظم تربیت جناب میاں محمد نعیم صاحب کا ہے، جنہیں بلاشبہ دونوں تربیتی پروگراموں میں روح رواں کی حیثیت حاصل تھی۔ انہوں نے امیر تنظیم اسلامی کی لاہور میں موجودگی سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے مشوروں کی روشنی میں پروگرام کو مثالی بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، بلکہ یہ کہنا شاید غلط نہ ہو گا کہ انہوں نے خود کو ان تربیتی پروگراموں میں "گم" کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی کاوشوں کو شرف قبول فرمائے (آمین) تربیت گاہوں کا یہ سلسلہ انشاءاللہ العزیز اب باقاعدگی سے جاری رہے گا۔ اس ضمن میں آئندہ دو ماہ کیلئے جو پروگرام ترتیب دیئے گئے ہیں ان کی تفاصیل اسی شمارے کے صفحہ نمبر۶ پر دیکھی جا سکتی ہیں۔

۲۱ر جون ۸۹ء کے روز ملک کے دو نمایاں ترین اردو اخبارات..... روزنامہ جنگ لاہور اور روزنامہ نوائے وقت کے دفاتر کے سامنے رفقاء تنظیم نے ایک خاموش احتجاجی مظاہرہ کیا۔ یہ مظاہرہ جس میں صرف شہر لاہور کے رفقاء تنظیم شامل تھے یا بیرون لاہور سے وہ چند رفقاء بھی شریک تھے جو منتظم رفقاء کیلئے ترتیب دی جانے والی تربیت گاہ میں شرکت کیلئے لاہور میں مقیم تھے، نظم وضبط اور پلاننگ کے اعتبار سے ایک مثالی مظاہرہ تھا۔ یہ مظاہرہ اس اعتبار سے بھی نہایت کامیاب رہا کہ اس چھوٹے اور بظاہر بے ضرر سے مظاہرے سے جو مقاصد پیش نظر تھے۔ الحمدللہ کہ وہ پورے طور پر حاصل ہوئے۔ یعنی اُس مرحلہ اقدام سے قبل جس کے آثار مستقبل قریب میں سردست نمایاں نظر نہیں آتے، منظّم احتجاجی مظاہروں کے سلسلے میں رفقاء کی تربیت اور پبلک میں تنظیم اسلامی اور اس کے منہجِ عمل کا تعارف..... چنانچہ اس مظاہرے کے نتیجے میں جہاں رفقاء میں ایک ولولہ تازہ کے آثار نظر آئے اور ایک منظّم مظاہرہ کرنے کا کامیاب تجربہ حاصل ہوا، وہاں ساکنان لاہور کو بھی تنظیم اسلامی، اس کے طریقِ عمل اور اس کے پیش نظر مشن کو ایک نئے انداز میں جاننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ دیکھنے والوں میں سے اکثر کو اس خوشگوار حیرت میں مبتلا پایا گیا کہ کوئی مظاہرہ تخریب کاری سے بالکل پاک اور اس درجے منظّم بھی ہو سکتا ہے!!!

(اس مظاہرے کی مفصل رپورٹ بھی اسی شمارے میں شامل ہے، لیکن جو لوگ اس کے بارے

میں کسی غیر تنظیم مبصر کے تاثرات جاننا چاہیں ' ان کیلئے ہمارا مشورہ یہ ہو گا کہ وہ ہفت روزہ "ندا" کے ۱۴ر جولائی کے شمارے میں شائع شدہ ہارون الرشید صاحب کی رپورٹ کو بھی اپنی نظر سے ضرور گذار لیں ' جس کے ذریعے اس مظاہرے کا آنکھوں دیکھا حال بہت خوبصورت انداز میں سامنے آتا ہے) ۔ اخبارات میں عریانی وفحاشی کے خلاف یہ احتجاجی مظاہرہ دراصل آئندہ مظاہروں کے سلسلے کی پہلی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب انشاء اللہ العزیز ۲ر جولائی کو انہی دو اخبارات کے دفاتر کے سامنے دوبارہ مظاہرہ کیا جائے گا اور اس میں رفقاء تنظیم اسلامی کے علاوہ ان حضرات کو بھی شرکت کی اجازت ہو گی جو تنظیم کے مقاصد سے اتفاق رکھتے ہوں اور مظاہرے کے دوران مکمل طور پر ڈسپلن کی پابندی قبول کرنے پر آمادہ ہوں۔ ارادہ یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کے تحت پاکستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی ایسے مظاہروں کا پروگرام بنایا جائے گا۔ اس سلسلے کی تفصیلات ابھی طے ہونا باقی ہیں۔

....

رفقاء واحباب اس حقیقت سے بخوبی باخبر ہیں کہ تنظیم اسلامی نے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ہی کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے جو تنظیم اسلامی کے امیر اور مرکزی انجمن کے صدر موسس ہیں 'تنظیم کے قیام سے قبل مرکزی انجمن خدام القرآن نامی ادارہ قائم کیا تھا' جو علوم قرآنی کی نشرواشاعت کا اہم مرکز ثابت ہوا۔ چنانچہ قرآن حکیم کے دروس وخطابات اور اس کے انقلابی پیغام کی نشرواشاعت ہی کے نتیجے میں وہ مردانِ کار فراہم ہوئے 'جنہوں نے اس عزم کے ساتھ جماعتی ڈسپلن میں آنا قبول کیا کہ اولاً اسلام کو اپنے وجود پر نافذ کرنے کی سعی کریں گے اور پھر پورے نظام پر اسے غالب کرنے کی منظم جدوجہد میں اپنا سب کچھ نچھاور کر دیں گے 'اور اس طرح تنظیم اسلامی کا قافلہ تشکیل پایا۔

قرآنی علوم ومعارف کو وقت کی اعلیٰ ترین علمی سطح پر پیش کرنے کا جو عظیم علمی کام مرکزی انجمن خدام القرآن کے پیش نظر ہے 'قرآن کالج کا منصوبہ اس سلسلے کی ابتدائی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے۔ قارئینِ 'میثاق' کے علم میں ہے کہ اس اہم تعلیمی منصوبے کا آغاز دو سال قبل ہوا تھا اور آغاز میں ایک تین سالہ اسکیم کا اعلان کیا گیا تھا۔ جس کے تحت ایف اے' ایف ایس سی پاس طلبہ داخلے کے اہل قرار پاتے تھے اور تین سال کے عرصے میں انہیں بی اے کی باضابطہ تیاری کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کے ایک معین نصاب کی تکمیل کرا دینا پروگرام میں شامل تھا۔ اللہ کی نصرت وتائید سے یہ تعلیمی اسکیم خاصے تسلی بخش انداز میں آگے بڑھ رہی

باقی صفحہ ۷۲ پر

آئندہ دو ماہ کے مجوزہ پروگرام

ماہ جولائی و اگست کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے تربیتی و تنظیمی پروگرام

(۱)

۲۱ ر تا ۲۸ ر جولائی ۸۹ تربیت گاہ برائے مبتدی رفقاء

بمقام : کراچی (تفصیلات کے لیے امیر حلقہ کراچی شیخ جمیل الرحمٰن صاحب سے دفتر تنظیم اسلامی کراچی کے پتہ پر یا مرکزی دفتر لاہور سے رابطہ کریں) ۔

نوٹ : تربیت گاہ کے دوران عریانی و فحاشی کیخلاف مظاہرہ بھی کیا جائے گا ۔

(۲)

۴ ر تا ۱۱ ر اگست ۸۹ تربیت گاہ برائے مبتدی رفقاء

بمقام : مرکزی دفتر تنظیم اسلامی ، گڑھی شاہو ، لاہور

(۳)

۱۰ ر تا ۱۱ ر اگست ۸۹ تعارفی و تنظیمی اجتماع طلباء تنظیم اسلامی ، پاکستان

بمقام : قرآن اکیڈمی ، لاہور

(۴)

۱۱ ر تا ۱۸ ر اگست ۸۹ تربیت گاہ برائے منتظم رفقاء

بمقام : قرآن اکیڈمی ، لاہور

تذکرہ وتبصرہ

ڈاکٹر اسرار احمد

پاکستان کے مخصوص سیاسی حالات میں مرکزی علماء کونسل اور متحدہ حزب اختلاف کا کردار: ایک جائزہ، چند مشورے

امیر تنظیم اسلامی کے حالیہ خطاب جمعہ کی تلخیص

جن دو معاملات پر آج مجھے اظہار خیال کرنا ہے ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ہماری قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے تمام دھڑوں نے اپنے آپ کو ایک اتحاد میں منسلک کر لیا ہے' ان کا ایک اشتراک وجود میں آگیا ہے۔ دوسرا وہ جس کی طرف میں نے پچھلے جمعہ میں بھی اشارہ کیا تھا جو عین ممکن ہے کہ ہمارے ملک میں ایک اہمیت اختیار کرنے والا معاملہ بن جائے اور اس کا ہمارے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اس فلسفہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے جو پچھلے دو خطبات جمعہ میں بیان ہوا۔

ایک متحدہ علماء کونسل وجود میں آئی ہے اور کراچی میں اس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس ملک میں بعض باتوں کے خلاف تحریک چلائیں گے۔ ان میں ایک خالص شرعی معاملہ بھی ہے' عورت کی حکمرانی غیر شرعی حکمرانی ہے۔ پھر کچھ معاشی معاملات بھی ہیں' بہت بڑھتی ہوئی مہنگائی اور گرانی۔ خالص خارجہ پالیسی سے متعلق معاملات بھی ہیں کہ ہندوستان کے ساتھ دب کر معاملہ کیا جا رہا ہے' ہنود اور یہود کی لابی کے سامنے ہتھیار ڈالے جا رہے ہیں۔ خالص انتظامی معاملہ بھی ہے کہ آئی ایس آئی کے سربراہ کو بدلا گیا ہے۔ اس طرح مختلف معاملات جمع کئے گئے ہیں۔ عام عریانی اور فحاشی بھی ان میں شامل ہیں۔

مرکزی علماء کونسل کی اپیل

مرکزی علماء کونسل وجود میں آچکی ہے اور اس کا پہلا جلسہ لاہور میں اگلی جمعرات کو ہونا

ہے۔ گویا میری جو آپ سے اگلی ملاقات ہوگی اس سے پہلے جلسہ عام ہو چکا ہو گا اور آج مجھے اس کے بارے میں زیادہ تفصیل سے اظہار خیال اس لئے بھی کرنا ہے کہ آج ہی اخبارات میں ان حضرات کی جانب سے باقاعدہ ایک اپیل بھی آئی ہے کہ خطباء اپنے جمعہ کے خطبوں میں اسی کے متعلق اظہار خیال کریں۔ تو گویا یہ ایک امتثالِ امر بھی ہے۔ میں نے اپنے پچھلے خطابات کے تسلسل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر آج پھر سورہ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ کی تلاوت کی اور سورۃ توبہ کی آیات ۱۱۱ اور ۱۱۲ بھی جس میں اس موضوع کا ذروۂ سنام (TIP OF THE TOP) آگیا۔ علماء کی تحریک کا مضمون آگے جا کر اسی حکیمانہ فلسفہ سے جا ملے گا۔ اس کے علاوہ میں نے یہ حدیث بھی سنائی ہے جو حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ دین نصیحت کا نام ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..... "الدّین النّصیحۃ" دین تو نام ہے نصیحت کا' خیر خواہی کا اور وفاداری کا۔ اصل میں نُصح کہتے ہیں عربی میں خلوص کو۔ جہاں خلوص ہو گا وہاں اپنے سے بڑی ہستی کے ساتھ وفاداری ہوگی' اپنے برابر کے یا چھوٹوں کے ساتھ خیر خواہی ہوگی۔ لہٰذا ترجمے دونوں ہوں گے۔ پوچھا گیا "لمن یا رسولَ اللّٰہ؟" حضورؐ کس کی وفاداری اور کس کی خیر خواہی؟۔ فرمایا "لِلّٰہِ"۔ اب یہاں اللہ کے لئے خیر خواہی کا لفظ تو نہیں لا سکتے چنانچہ اللہ کی وفاداری۔ "و لکتابِہٖ" اور اس کی کتاب کے ساتھ وفاداری۔ "و لرسولِہٖ" اس کے رسول کے ساتھ وفاداری "و لائمۃ المسلمین و عامتہم" اور مسلمانوں کے جو امام ہوں' سربراہ ہوں' ان کی خیر خواہی اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی۔ یہ کل دین ہے اور خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے اور یہ روایت ہے صحیح مسلم کی یعنی صحیح اور پختہ حدیث ہے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے..... "اوتیتُ جوامعُ الکلِم" مجھے بڑے جامع کلمات اللہ نے عطا فرمائے ہیں۔ کل دین کی حقیقت کو آپ کبھی کسی ایک لفظ سے تعبیر فرما دیتے اور وہ واقعتاً جامع ترین لفظ ہوتا ہے۔ ایک بدّو کہتا ہے کہ حضورؐ میں لمبی چوڑی باتیں نہیں سمجھ سکتا مجھے تو بس ایک بات بتا دیجئے کہ میں اسے دانتوں سے پکڑ لوں فرمایا "قل اٰمنتُ باللّٰہ ثم استقم" کہو میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر جم جاؤ۔ اب اس استقامت میں ہی ساری قیامت مضمر ہے۔ اسی طرح "الدین النصیحہ" کے بلیغ و جامع ارشاد کی تعمیل میں چند باتیں عرض کر رہا ہوں۔

تین تمہیدی باتیں

لیکن آج مجھے ان امور کے ضمن میں کچھ عرض کرنے سے پہلے تین تمہیدی باتیں کہنی ہیں جو کچھ عرصہ پہلے بھی بیان ہوتی رہی ہیں لیکن ان کوا جمالاً دہرانے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ کہ سیاست کے بارے میں گفتگو سے ہمارے بعض شرکاءِ جمعہ کچھ گھبراتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب میرااور میرے رفقاء کا کہنا یہ ہے کہ ہم سیاسی نہیں ہیں' ہمارا سیاست میں کوئی حصہ نہیں ہے تو پھر سیاست پر بات کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس کے جواب میں بارہا میں نے وضاحت کی ہے اور تفصیل مطلوب ہو تو اپنی کتاب "استحکام پاکستان" میں میں نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے' اس کا مطالعہ کرلیں۔ اگر تو سیاست کا مطلب مروّجہ طریقوں سے حصولِ اقتدار کی کوشش ہے تو ہم صد بار اس سے پناہ مانگتے ہیں۔ وہ آیت میں آپ کو سنا چکا ہوں۔ "تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا"۔ یہ آخرت کا گھر تو ہم نے رکھا ہی ان کے لئے ہے جو زمین میں اقتدار کے طالب نہیں بنتے اور یہ اقتدار کا طالب ہونا ہی فساد کی جڑ ہے۔ یہ بھی طالب' وہ بھی طالب۔ آخر جھگڑا فساد تو ہو گا ہی۔ یہی سارے مذہبی اختلاف کی بھی جڑ ہے۔ ایک دوسرے پر بالادستی ایک دوسرے کے اوپر سوار ہو جانا' یہ ہے اصل فساد۔ وہ مذہبی فساد ہو یا سیاسی فساد' اس آیت نے اس کی جڑ کاٹ دی۔

اس سیاست یعنی POWER POLITICS کا دروازہ ہم نے اپنے اوپر بند کر لیا ہے۔ ادھر کبھی نہیں جانا اور اللہ اس فیصلہ پر ہمیں استقامت عطا فرمائیں۔ البتہ سیاست اگر نام ہے ملکی حالات پر غور کرنے کا' اگر سیاست نام ہے اللہ کے دین کے غلبہ کی جدّوجہد تو اس کے لئے ملکی حالات کا فہم حاصل کرنا اور یہ سمجھنا لازم ہے کہ کون کون سی قوتیں برسرپیکار ہیں' ان کا پس منظر کیا ہے' ان کی سوچ کیا ہے' ان کے اختلافات کیا ہیں' ملک کے حالات کیا ہیں' اندر کے مسائل کیا ہیں اور باہر کے خطرات کیا ہیں۔ اگر ان کا شعور نہ ہو گا تو پھر آپ ابلۂ مسجد بن کر رہ جائیں گے یا صرف خیر کی تبلیغ کرنے والے بن کر رہ جائیں گے' آپ اقامتِ دین کا کام نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے تو آپ کو ان ساری چیزوں کو سمجھنا ہو گا' ان سارے عوامل کے بارے میں اظہارِ خیال کرنا ہو گا۔ اپنے ساتھیوں کے ذہن کو بنانا ہو گا۔ اس کے بغیر آپ کیا مشورہ دے سکتے ہیں' خیر خواہی کا حق کیسے ادا ہو گا؟ پھر تو نفی ہو جائے گی اس حدیثِ مبارک کی۔

نہیں تو یہ خواہش میں مشورہ دینا ہے' کوئی سنے یا نہ سنے۔ مجھے بارہا خطوط آتے ہیں کہ کون آپ کی بات سنتا ہے؟ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ میرے سامنے تو قرآن مجید کی آیت موجود ہے کہ لوگوں نے کہا کہ کیوں اپنے آپ کو ہلکان کر رہے ہو "لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا..... یہ قوم تو اس حد کو جا چکی ہے کہ اب اللہ اس پر عذاب بھیج کر رہے گا' اب یہ تمہاری بات نہیں سننے لگے۔ "قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ" انہوں نے کہا کہ یہ معذرت ہے ہماری طرف سے ہمارے رب کی خدمت میں کہ پروردگار ہم آخری وقت تک بات کرتے رہے کوئی سنتا ہے تو سنے' نہیں سنتا نہ سنے۔

اک طرزِ تغافل ہے' سو وہ ان کو مبارک
اک عرضِ تمنا ہے' سو ہم کرتے رہیں گے

پاکستان کے استحکام کی بنیاد

دوسری تمہید یہ ہے جس پر میں اپنی کتاب میں تفصیلاً لکھ چکا ہوں کہ پاکستان کا جواز اور پاکستان کے استحکام کی بنیاد سوائے اسلام کے اور کوئی شے نہیں بن سکتی۔ یہ ایک علمی اور تاریخی بحث ہے کہ پاکستان کیوں قائم ہوا؟ کیسے ہوا؟۔ کوئی نعرہ لگایا گیا تو دھوکے کے لئے لگایا گیا تھا یا خلوص سے لگایا گیا۔ آج کچھ لوگ ہمیں بتا رہے ہیں کہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" تو چند چھوکروں کا نعرہ تھا۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ بحث ہے' اس وقت میں اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا' محض اشارہ کر رہا ہوں۔ لیکن میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اس ملک کے لئے کوئی اور وجہ جواز ہے ہی نہیں۔ اگر دین و مذہب کو بیچ سے نکال دیں تو ہندوستان میں بسنے والے مسلمان ایک قوم کب تھے؟ نہ زبان ایک' نہ لباس ایک' نہ معاشرت ایک۔ ایک ہی شے مشترک تھی اور وہ مذہب تھا' اسلام اور دین تھا۔ کہاں چاٹگام کا مسلمان اور کہاں درۂ خیبر میں بسنے والا کوئی قبائلی مسلمان۔ کیا چیز قدرِ مشترک تھی ان میں سوائے دین کے' یہ ایک قوم بنے تھے تو ایک مذہب کی بنیاد پر بنے۔ چاہے وہ قومی جدوجہد تھی یا معاش کا مسئلہ تھا اور اگر معاش کا ہی مسئلہ تھا تو کسی قوم کا تھا نا!۔

وہ قوم کس بنیاد پر قوم تھی؟۔ سوائے مذہب کے اور کوئی بنیاد نہ تھی۔ یہ پولیٹکل سائنس کا مسئلہ ہے اور میں نے تفصیل سے تجزیہ کر کے بتلایا ہے کہ ملکوں اور قوموں کے استحکام کے جو جو عوامل ہوتے ہیں ان میں سے کوئی عامل ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔

جغرافیائی عامل ہمارا مخالف ہے' تاریخی عامل ہمارے پاس موجود نہیں۔ پھر جو قومیتوں کے تصور ہیں' نسلی قومیت یا لسانی قومیت تو وہ بھی ہمیں جوڑنے والے نہیں بلکہ وہ تو کاٹنے والے ہیں۔

میں آج یہ بات خاص طور پر اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص یا کوئی پارٹی' وہ پیپلز پارٹی ہو یا کسے باشد' اگر پاکستان کے لئے مخلص ہے تو اس حقیقت کو قبول کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ پاکستان کی بقاء اور استحکام صرف اور صرف اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کو کمزور کر کے آپ سمجھیں کہ ملک کو قوی کر لیں گے تو ایں خیال است و محال است و جنوں۔ اگر سیکولر پاکستان آپ بناتے ہیں تو سیکولر انڈیا اتنی بڑی طاقت ہے کہ وہ آپ کو کھینچ کر لے جائے گا' آپ کھڑے نہیں رہ سکتے۔ اگر آپ وہی ثقافت' وہی اباحیت اور وہی بے پردگی اور عریانیت اور میوزک ۸۹ء جیسی چیزیں اختیار کرتے ہیں تو ان چیزوں میں بھارت ہم سے بہت آگے ہے۔ پھر تو وہ امام ہو گا اور آپ پیچھے چلیں گے۔ ان کے تو کلچر کا جزو ہے بے حیائی' ان کے تو مذہبی تہواروں میں بے حیائی جزوِ لازم ہے۔ اگر ثقافت اور "لوک ورثہ" کی بات ہے تو لوک ورثہ پنجابی مسلمان کا اور سکھ کا ایک ہے۔ غرض جس کسی کو پاکستان کا استحکام مطلوب ہے' چاہے کسی غرض سے مطلوب ہو، اسلام کے لئے اس خطہ کو بچانے کی یا اپنی مسندِ اقتدار ایک بڑے ملک پر بچھانے کی غرض سے، ہم نیت کے بارے میں فیصلہ نہیں دے سکتے لیکن مقصود اگر اس ملک کو باوقار اور قوم کو متحد رکھنا ہے تو اسلام سے انحراف کا سوچا بھی نہیں جا سکتا جو ملک کے اندر سوچ اور جذبات کا تصادم پیدا کرے گا۔

چنانچہ اب اگر کوئی حدود آرڈیننس کے خلاف زبان دراز کر رہا ہے' اگر کوئی اسلام کے قانونِ شہادت اور قانونِ وراثت کے خلاف زبان کھولتا ہے تو وہ درحقیقت اس ملک کی جڑیں کھود رہا ہے۔ ہاں عدالت میں جا کر علمی بحث کی جائے کہ ان قوانین کی تفصیلات کیا ہیں تو یہ دروازہ سب کے لئے کھلا ہے۔ یہ بات ہر شخص کو سمجھ لینی چاہئے کہ اسلام کا کوئی نیا تصور آپ لا کر نافذ نہیں کر سکتے۔ آخر چودہ سو برس بیتے ہیں اس قوم پر' ایک اجتماعی شعور اس کا وجود میں آ چکا ہے۔ اس قوم کا ہر ہر فرد یہ جانتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور کیا نہیں۔ چاہے وہ نماز پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو مگر جانتا ہے کہ نماز فرض ہے۔ کسی شخص کے گھر میں پردہ ہو یا نہ ہو مگر وہ جانتا ہے کہ اسلام میں پردہ ہے۔ اسی طرح مخلوط معاشرت اسلامی معاشرت نہیں' سب جانتے ہیں۔ عذر کریں گے کہ مجبوری ہے' حالات ایسے ہیں لیکن یہ کہ قوم کا ایک مزاج بن چکا ہے اور اس

میں ائمہ دین، محدثین، فقہاء، اولیاء اللہ اور ہمارے بزرگانِ دین کی چودہ صدیوں کی کوششوں کا عمل دخل ہے۔ آج اگر کوئی یہ سمجھے کہ وہ اپنا کوئی نیا خیال لائے اور وہ اس قوم میں قبولیت حاصل کر لے گا، وہ احمق ہے۔ قوم کو اسلام کے جانے پہچانے تصورات پر جمع کیا جائے تو اس میں سے قربانی اور ایثار کا مادہ بر آمد ہو گا۔ بیرونی سہارے آج ہیں کل نہیں ہونگے۔ امریکہ کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیر لگتی ہے؟ کتنی دفعہ ہم اس سے ڈسے جا چکے ہیں۔ مومن تو ایک سوراخ سے دو دفعہ بھی نہیں ڈسا جاتا۔ غنیمت ہے وہ اس وقت آپ کی مدد کر رہا ہے لیکن یہ کوئی مستقل بنیاد تو نہیں ہے۔ وہ ذرا سی بات پر ناراض ہو سکتا ہے۔ "نازک مزاجِ شاہاں، تابِ سخن ندارد"۔ جب بھٹو صاحب نے کہا تھا کہ ہم گھاس کھا لیں گے مگر ایٹم بم بنائیں گے تو امریکہ بہادر ناراض ہو گیا کہ ہمارا ہی کھاتے اور ہمیں کو آنکھیں دکھاتے ہیں۔ ہماری بلی ہمیں کو میاؤں۔ پھر جو کچھ ہوا وہ آپ کے علم میں ہے۔ لہٰذا اصل سہارا کسی قوم کے اندر داخلی جذبہ کا بیدار ہونا ہے اور یہ داخلی جذبہ اس قوم میں صرف اور صرف اسلام کے حوالے سے بیدار ہو سکتا ہے۔ اسلام کا بھی کوئی نیا ایڈیشن نہیں۔

یہ چند باتیں میں نے اس وقت اس لئے کہی ہیں کہ ان کا روئے سخن ان لوگوں کی طرف تھا جن کے ہاتھوں میں اس وقت قوم کی تقدیر آ گئی ہے۔

رنگِ گل کا ہے سلیقہ، نہ بہاروں کا شعور
ہائے کن ہاتھوں میں تقدیرِ حنا ٹھہری ہے

اسلام کا ہمہ گیر تصور

دوسری بات یہ کہ اسلام کے ساتھ ہمارا ایک تصور روزہ نماز کا چلا آ رہا ہے تو اس کے ساتھ پردے اور حجاب کے کچھ تصورات بھی ساتھ چلے ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ اگر ضیاء الحق صاحب کی بیگم صاحبہ نے کسی سے ہاتھ ملایا تھا تو ہمیں برا لگا۔ شاید ضیاء الحق صاحب کو بھی برا لگا ہو تاہم میں نے برملا ان کو لکھ دیا تھا کہ اب بات اس حد تک پہنچ گئی کہ آپ کی بیگم صاحبہ کا HAND SHAKE ہو گیا۔ وہی معاملہ اب یہاں ہو گیا ہے اور یہ گویا دو عملی کی اس لعنت کو مسلط رکھنے کی کوشش ہے جس نے پہلے ہی قوم کو کہیں کا نہ چھوڑا۔ اس ملک میں تو اب تک ہاتھ نہیں ملایا گیا تھا، بڑی بڑی تقریبات ہوئیں لیکن ہاتھ بندھے رہے، رکے رہے مگر معلوم ہوا کہ امریکہ کی بالادستی، اس کی سیادت، اس کی چودھراہٹ ذہنوں پر پوری طرح چھائی ہوئی

ہے۔ ذراسی ہمت وہاں بھی کر لی جاتی توظاہر بات ہے کہ ایک اعتماد پیدا ہوتا۔ امریکیوں کو بھی معلوم ہوتا کہ ان کا طرز عمل جو اسلام آباد میں ہے وہی واشنگٹن میں رہا۔ اس سے عزت بڑھتی اور جب یہ بات سامنے آئی کہ واشنگٹن میں عمل کچھ اور ہے اور اسلام آباد میں اور تو عزت گھٹتی ہے۔ لیکن یہ کیوں ہوا' اس لئے کہ در حقیقت دین کے بارے میں ہمارا مجموعی شعور ناقص اور محدود ہوتا جارہا ہے۔ ہمارا دین صرف نماز روزہ کا دین نہیں ہے' یہ عدلِ اجتماعی کا دین ہے' یہ لوگوں کو انسانوں کے حقوق عطا کرنے والا دین ہے' یہ سماجی طور پر تمام انسانوں کو برابر قرار دینے والا دین ہے۔ یہ دین اسلامی ریاست کا فرض قرار دیتا ہے کہ ہر شہری کی بنیادی ضروریات کی کفالت کا ذمہ لے۔ یہ چیزیں چونکہ صدیوں سے عملاً نکل گئی ہیں' آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل' تاہم جو کچھ بچا ہے اس کی تو حفاظت کی جائے۔ وہ بھی دین کا حصہ تو ہے۔ اسے مجروح کر کے آپ قوم کے رخ سے اپنا رخ جدا کر لیں گے۔ تاہم مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ دین کی ہمہ گیریت کا تصور بے جان ہو گیا ہے۔ ایک خلاء پیدا ہوا جس کے باعث قوم کبھی کمیونزم کی طرف دیکھتی ہے' کبھی سوشلزم کی طرف دوڑتی ہے اور کبھی تہذیبِ مغرب اس کی آنکھیں خیرہ کر دیتی ہے۔ لوگوں کو یہ بات بتانے' سمجھانے اور کر کے دکھانے کی ضرورت ہے کہ انسانی قدروں کی اعلیٰ ترین شکلیں ہمارے دین میں موجود ہیں۔ سب خیر اسی سے نکلا ہے۔ انسانیت نے جو بھلی بات سیکھی' ہمارے دین سے سیکھی ہے اور بالآخر اسے ہمارے دین کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہو گا۔

اسلام کے تصورِ عدلِ اجتماعی اور دین کی ہمہ گیریت کو واضح کئے بغیر مسلمانوں میں خود اعتمادی بحال نہیں کی جا سکتی۔ ہم نے اپنی سی کوشش کی اور ایک عرصہ سے انہی موضوعات پر محاضرات اور تقاریر کے سلسلے کراچی' لاہور اور اسلام آباد جیسے اہم مراکز میں جاری رکھے ہیں لیکن اس کام کو قومی سطح پر اور وسیع ترین پیمانے پر نہ کیا گیا تو خلاء کو پر کرنے کے لئے کوئی سی بھی بلا ہمارا گھر دیکھ سکتی ہے۔

پاکستان اور جمہوریت

تیسری تمہیدی بات یہ ہے کہ جہاں یہ بات صدفیصد درست ہے کہ اس ملک کا جواز صرف اسلام ہے اور استحکام کی بنیاد صرف اسلام ہے' وہاں موجودہ حالات میں یہ بات بھی اتنی ہی درست ہے کہ اس کی بقاء جمہوریت سے وابستہ ہے۔ میں نے دو الفاظ یہاں جان بوجھ کر استعمال کئے ہیں۔ اگر جمہوریت نہیں ہو گی تو ملک ٹوٹ جائے گا اور یہ باقی ہی نہ رہے تو استحکام کا

کیا سوال۔ یہ ملک وجود میں آیا اسلام کے نعرہ اور ووٹ کے ذریعہ اور ظہور پذیر ہوا الیکشن کے ذریعہ۔ ۴۶ء کے الیکشن سے ثابت ہو گیا کہ مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی متفقہ نمائندگی کرنے والی جماعت ہے' تب ہی تو پاکستان بنا۔ اس کا تقاضا ہے کہ یہاں کوئی حاکم بن کر نہ بیٹھ جائے' بیٹھے تو ووٹ کی طاقت سے بیٹھے۔ لوگوں کو ان کے سیاسی حقوق دیئے جانے چاہئیں۔ ان کی آزادی و حریت لوٹائی جائے۔ ہمارا دین اس معاملہ میں اعلیٰ ترین تصوّرات دیتا ہے اور ہماری تاریخ اس نظام کی مثالوں سے بھری پڑی ہے' انسان جس کی تلاش میں ہے اور ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ ہم اس خزانہ پر سانپ بنے بیٹھے ہیں۔ نہ خود اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ دوسروں کو اس کی جھلک دکھانے پر آمادہ ہیں۔ پاکستان بنایا ہی اس غرض سے گیا تھا کہ دورِ جدید میں اس کا ایک عملی نمونہ دکھا سکیں۔ اسلامی اخوت' مساوات اور حریت پر مبنی نظامِ حکومت قائم کریں لیکن جمہوریت کی مسخ شدہ صورت' آمریت اور فوجی حکومتوں نے ملک کی بقاء اور سلامتی کو ہی خطرے میں ڈال دیا اور آخری طویل ترین مارشل لاء نے تو حالات کو اس حد تک پہنچا دیا تھا کہ تفصیل بڑی ہی روح فرسا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ ایک ہی حادثے میں ضیاء الحق صاحب کو شہادت کی موت ملی اور ملک کی بھی جان چھوٹی۔ اب خدا خدا کر کے جمہوریت بحال ہوئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اس میں رخنہ اندازی کی ہر کوشش ملک کے وجود کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہے۔ یہ ملک صرف یہاں کے رہنے والوں کا نہیں ہے' اس پر کہیں زیادہ حق بھارتی مسلمان کا ہے۔ سب سے بڑی قربانی اس نے دی تھی اور آج تک دے رہا ہے۔ اس کی قیمت اس کو اپنے خون سے ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس نے مسلم لیگ کا ساتھ دے کر پاکستان بنوایا تھا۔ آج ہم اس کے مالک بن کر بیٹھ گئے ہیں۔ در حقیقت سمجھایہ گیا تھا کہ یہ ملک برعظیم پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے حفاظت کا ذریعہ بن جائے گا۔ مضبوط پاکستان ہو گا تو یہاں ہندو کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہو گی۔ ۸۰ء میں جب میں پہلی مرتبہ علی گڑھ گیا تھا تو وہاں کے مسلمانوں نے مجھ سے کہا کہ ۷۱ء تک ہم سمجھتے تھے کہ پاکستان ہمارا محافظ ہے لیکن ۷۱ء کے بعد ہم کہتے ہیں کہ وہ اپنی حفاظت خود کر لے تو بڑی بات ہے' ہماری کیا حفاظت کرے گا۔ یہ ہیں ہمارے کرتوت اور یہ سارے کرتوت نتیجہ کس کا ہیں؟۔ یہاں قوم کے حقوق اس کو نہیں دیئے گئے یہاں سیاست کی گاڑی چلنے نہیں دی گئی۔ اب پھر اس میں رکاوٹ ڈالی گئی تو نتیجہ ظاہر ہے کہ بُرا ہو گا۔ یہ کچھ اسباب ہیں جنہوں نے جمہوریت کو ہمارے لئے اہم بنا دیا اور پاکستان کی سلامتی کے ساتھ منسلک کر دیا ہے۔

متحدہ حزب اختلاف

اب آیئے میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس وقت جو بھی حکومتیں بنیں ' ووٹ کے ذریعہ بنی ہیں۔ پوری دنیا نے مانا ہے کہ انتخابات صحیح ہوئے ہیں۔ انتخابات کے نتیجہ میں حکومتیں بنیں۔ لیکن ہم نے اب تک دوطرفہ طور پر ثابت یہ کیا ہے کہ سیاسی روایات کا پاس اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ دونوں میں نہیں ہے۔ نہ ان میں جو حکومت میں ہیں اور نہ ان میں جو اپوزیشن میں ہیں۔ اور یہ دونوں علیحدہ بھی نہیں ہیں اس لئے کہ ایک مرکزی حکومت میں بیٹھا ہے اور دوسرا وہاں اپوزیشن میں ہے' تو دوسرا سب سے بڑے صوبے میں حکومت میں اور پہلا اپوزیشن میں ہے۔ یہ بالکل برابر کی چوٹ ہے۔ لیکن ہم ابھی اپنے آپ کو اہل ثابت نہیں کر رہے۔ پھر ہماری ایک ریت یہ چلی آرہی ہے کہ جو حکومت میں آگیا اس کی ٹانگ گھسیٹنے کے لئے باہر رہ جانے والے سب لوگ جمع ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ تیسری مرتبہ پھر وہی کام ہو رہا ہے۔ بے اصولے پن کی انتہا ہے۔ کہاں اے این پی اور کہاں جماعت اسلامی اور جمعیت علماء اسلام !۔ ایک افغانستان کی جنگ کو فساد کہتا ہے دوسروں کے نزدیک یہ جہاد ہے۔ مجاہدین پہلے کے نزدیک ڈاکو ہیں اور دوسرے توقع رکھتے ہیں کہ افغانستان میں ہی نہیں ' وہ پورے ترکستان میں اسلام کا جھنڈا بلند کریں گے۔ زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن ایک وقتی سیاسی مصلحت نے انہیں جوڑ دیا ہے۔ میں اس پر کچھ زیادہ کہنا نہیں چاہتا کیونکہ ان کا مقابلہ جن سے ہے ' وہ بھی کم نہیں۔ یہ اے این پی وہی تو ہے جس پر بے نظیر صاحبہ کے والد نے غدار قرار دے کر مقدمہ چلایا تھا۔ انہوں نے ان کے ساتھ اتحاد کیا تو کون سے اصول کی پاسداری کی۔ سیاسی مصلحت وہاں بھی آڑے آئی تھی لہٰذا کسی کو بھی اچھا نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ یہ خواہش ضرور ہوتی ہے کہ اللہ کرے اصول پرستی آئے' جماعتوں کا نظام مضبوط ہو اور انشاءاللہ ہو بھی جائیگا اگر تسلسل قائم رہے۔ ہاں اگر مارشل لا لگ گیا تو پھر اس کا کوئی امکان نہیں۔ چونکہ ہماری سیاسی تربیت نہیں ہو سکی' سیاست کی سطح پر ہم بالغ نہیں ہو پائے ہیں لہٰذا دونوں طرف کا طرز عمل یکساں ہے۔ اپنے مناسب وقت پر ایک دو الیکشن ہو جائیں گے تو صحت مندانہ سیاسی روایات بھی بن جائیں گی۔ جماعتوں کے ڈھانچے بھی مستحکم ہو جائیں گے اور کسی نہ کسی درجہ میں اس کے آثار بھی ہیں۔ خرید و فروخت جس بڑے پیمانے پر ہوا کرتی تھی وہ اس پیمانے پر اب نہیں ہوئی حالانکہ دونوں طرف سے خزانوں کے منہ کھول دیئے گئے تھے۔

اپوزیشن کو متحد ہونے کا پورا حق حاصل ہے۔ مجھے اصولوں کے معاملے میں

سودے بازی سے دکھ ہوا جو بیان کر دیا ہے۔ تاہم میری وہ بات اپنی جگہ قائم ہے جو میں نے خلوص سے کہی تھی لیکن شاید یہاں نصیحت ماننا تو کیا' سننا بھی لوگوں کو گوارا نہیں۔ متحدہ حزب اختلاف بلکہ اس کا جزو اعظم آئی جے آئی بھی کوئی جماعت نہیں۔ عارضی مصلحت کی پیداوار ہے۔ ضرورت تھی کہ مسلم لیگ کو مضبوط کیا جاتا۔ ایک پارٹی کے سامنے ایک پارٹی آتی جسے پاکستان اور نظریۂ پاکستان کی بات کرنے کا حق حاصل ہے۔ پیپلز پارٹی کے حق میں یہی تو میں نے کہا تھا کہ وہ ایک جماعت ہے۔ کیا اس میں کسی کو شبہ ہے' ہمارے سب معیارات کے مطابق وہ ایک پارٹی ہے اور اس کا مقابلہ بھی ایک پارٹی ہی کر سکتی ہے۔ اب اتحاد سے اوپر جو اتحاد بن رہے ہیں وہ کسی مستقل منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں۔ مسلم لیگ پر پہلے آئی جے آئی کا ملبہ گرا اور اب خود آئی جے آئی متحدہ حزب اختلاف کے ملبہ تلے آگئی ہے جس کے سربراہ جناب جتوئی ہیں۔ وہی جو بھٹو صاحب کے دست راست تھے اور آخری وقت تک پیپلز پارٹی کے ساتھ رہے۔ علیحدہ ہوئے ہیں تو کسی اصولی اختلاف پر نہیں' محض اس وجہ سے کہ بے نظیر کی قیادت انہیں منظور نہ تھی۔ مسلم لیگ کی قیادت کے لئے ایک توانا شخصیت ابھر کر سامنے آئی تھی وہ مارشل لا کی باقیات ہونے کے باوجود اس صلاحیت کا مظاہرہ کر چکی تھی کہ سیاسی لڑائی میں قیادت کا حق ادا کر سکے۔ وہ حکومت کے عارضی فائدے پر لات مار کر سیاست کے کھلے میدان میں آتے تو صورت حال کہیں بہتر ہوتی۔

وہ وقت گزر گیا ہے۔ اب کم از کم اتنا ہی کیا جائے کہ جو اکھاڑ پچھاڑ ہو وہ دستور اور آئین کی حدود کے اندر اندر ہو تاکہ جمہوری روایات مستحکم ہوں۔ اس کے کچھ آثار بھی ہیں کہ جو دو الیکشن حال میں ہوئے ہیں ان میں پیپلز پارٹی کی سیٹ پیپلز پارٹی نے جیت لی اور آئی جے آئی کی سیٹ آئی جے آئی نے جیت لی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ٹھہراؤ ہماری سیاست میں آگیا ہے۔ وہ جو سودے ہو جاتے تھے ڈرائنگ روموں میں بیٹھ کر 'لیا دیا اور معاملہ ختم ہو گیا جیسے کہ سٹے کے کاروبار میں ہوتا ہے اس طریقے سے جو سیاست ہوتی تھی' اس کا دور ختم ہو رہا ہے۔

تازہ ترین مہم جوئی

آج کی گفتگو کا اہم ترین حصہ علماء کونسل کی مجوزہ تحریک ہے۔ میرے نزدیک یہ ملک کے لئے سب سے زیادہ خوفناک مسئلہ ہے۔ وہی صورتحال ایک مرتبہ پھر پیدا ہو رہی ہے۔ ایوب خان کو گرانے کے لئے سیاستدان اور مذہبی عناصر جمع ہو گئے' نعرہ مذہب کا لگا' ایوب خان گر گیا' لیکن آیا کیا؟ پہلے یحییٰ خان پھر بھٹو صاحب' حاصل کیا ہوا؟۔ بھٹو صاحب کو

گرانے کیلئے پھر نعرہ مذہب کا' سب جمع ہو گئے' دائیں بازو والے بھی بائیں بازو والے بھی' اور مذہبی بھی سیکولر بھی۔ بھٹو صاحب کو گرا لیا گیا' آیا کیا؟۔ مارشل لاء۔ اب پھر یہ جمع ہو رہے ہیں' وہی لوگ جو سیاست کے میدان کے کھلاڑی ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ عورت کی سربراہی منکر ہے اور میں مانتا ہوں کہ منکر ہے۔ اس اعتبار سے تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم تو نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے چلے ہیں۔ یہ بات ہے تو اس کی شرائط کو پورا کرنے کا انتظام پہلے کریں۔ اولین شرط یہ ہے کہ وہ اقتدار کی کشمکش (POWER POLITICS) سے نہ صرف علیحدہ ہوں بلکہ واقعی اس سے دور کھڑے نظر آئیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں شامل ہونے والا ہر شخص یہ عہد کرے کہ وہ اپنے اوپر بھی اسلام کو نافذ کرے گا۔ منکرات کو خود بھی ترک کرے گا۔ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ شرط میں نے نہیں لگائی' قرآن مجید میں بہت زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔ "الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" کے ساتھ "اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّائِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ ......" کی صفات نعوذ باللہ شاعری نہیں' لفاظی نہیں بلکہ بنیادی ضروریات ہیں۔ تیسری شرط "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" کا تقاضا ہے کہ کسی ایک امیر کے پیچھے جمع ہوں۔ ستاروں کی محفل اور کونسلیں یہ کام انجام نہیں دے سکتیں۔ ہنگامہ آرائی اور شور و غوغا تو ممکن ہے لیکن دین کا کام نظم کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ فساد ہو سکتا ہے' جہاد نہیں۔

افغان جہاد سے سبق

افغان جہاد عظیم کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد اگر آج تعطل کا شکار ہو گیا ہے تو اس کی دوسری وجوہات بھی ہوں گی۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مجاہدین سے ایک بڑی خطا ہوئی ہے۔ انہوں نے پروفیسر عبدالرب رسول سیاف کو جہاد کا امیر بنا کر ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی لیکن پھر توڑ دی۔ سات سات آٹھ آٹھ گروپ بن گئے اور اکثر میں تقسیم در تقسیم بھی پیدا ہو گئی۔ امدادی رقوم اور اسلحہ سب لوگ الگ الگ لینا چاہتے تھے۔ آج اس کا نتیجہ سامنے ہے۔ گوریلا طرز جنگ کے عادی مجاہدین نے ثمر خیل چھاؤنی کو جس طرح روند کر دکھا دیا اس کے بعد جلال آباد کی حیثیت کیا رہ گئی تھی۔ انہوں نے یہ کارنامہ باقاعدہ جنگ کے ذریعے ہی انجام دیا تھا لیکن پھر بدنظمی نے کئے دھرے پر پانی پھیر دیا۔ ہر دھڑا جلال آباد کی تسخیر کا سہرا اپنی پیشانی پر باندھنے کا آرزومند تھا چنانچہ منصوبہ بندی کے بغیر اور اپنی قوت کو جمع کئے بغیر ہر کمانڈر از خود چڑھ دوڑا۔

عظیم جانی نقصان اٹھانے کے باوجود جلال آباد مجاہدین کے راستے کی دیوار بنا ہوا ہے۔

ایران کا انقلاب جو کامیاب ہوا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ قیادت ایک ہاتھ میں تھی۔ نو ستارے یا سات ستارے ہوتے تو وہی ہوتا جو ہمارے یہاں نظام مصطفیٰ تحریک کا ہوا۔ مارشل لا آگیا۔ غنیمت ہے کہ مارشل لا میں ایک ایسا شخص اوپر آگیا جو نمازی روزہ دار تھا ورنہ کوئی ایسا شخص بھی آسکتا تھا جو زانی ہوتا' شرابی ہوتا۔ کیا گارنٹی تھی آپ کے پاس کہ وہ نہیں آسکتا تھا۔ وہ تو اللہ کا فضل سمجھئے اور اگر اس کا کریڈٹ دینا ہے تو بھٹو صاحب کو دیجئے کہ چن کر اور دوسروں پر ترجیح دے کر ضیاء الحق صاحب کو لے آئے ورنہ کوئی اور بھی آسکتا تھا۔ ہمارے ہاں بڑے بڑے ٹائیگر زرہے ہیں۔ ایسے ایسے شرابی اور زانی جن کی شراب خوری اور زنا کی داستانیں پوری دنیا میں مشہور ہیں' وہ بھی تو ہمارے جرنیل تھے۔

تو اچھی طرح جان لیجئے کہ یہ شرطیں پوری کریں تو میدان میں آئیں ورنہ پہلے کی طرح سیاست کا پاسنگ بن جانا' سیاست اور مذہب کو گڈمڈ کر کے اور عوام کے مذہبی جذبے کو مشتعل کر کے حکومت کو غیر مستحکم کر دینا بہت ہی خوفناک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے۔ ہمارے اندرونی حالات ہی نازک نہیں' بیرونی ماحول بھی سازگار نہیں۔ اگر پاکستان کو خدانخواستہ کچھ ہو گیا تو ہمارے ساتھ ہندوستانی مسلمان بھی پس جائیں گے جن پر ہر روز قیامت ٹوٹتی ہے۔ بھارت کی متعصب ہندو تنظیم آر ایس ایس نے چھ لاکھ رضا کاروں کو تنظیمی اور جسمانی تربیت دی ہے اور ان کا ہدف کوئی راز نہیں۔ وہ کھل کر اعلان کرتے ہیں کہ برصغیر سے مسلمان اور اسلام کا نام ونشان مٹا کر چھوڑیں گے۔

میں یہ بات بھی آپ سے عرض کر دوں کہ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کے بارے میں اپنی رائے بدلی۔ مثلاً پروفیسر یوسف سلیم چشتی مرحوم صاف کہتے تھے کہ میں نے حماقت کی تھی تحریک پاکستان میں حصہ لیکر' میں نے بھاڑ جھونکا مسلم لیگ کا اور دھوکہ دیا لوگوں کو کہ وہاں اسلام آئیگا۔ یہاں اسلام نہیں آیا۔ میں نے مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کی ۱۹۶۸ء کے دوران جامعہ اشرفیہ میں تقریر سنی جب ایوب خاں کے خلاف عید الفطر کے چاند کے مسئلہ پر پہلی تحریک چلی تھی۔ وہ صد فیصد مسلم لیگی تھے لیکن انہوں نے کہا آج ہم یہ سوچنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ شاید ہماری بات غلط تھی اور اُن علماء کی رائے صحیح تھی جنہوں نے پاکستان کے خلاف جدّوجہد کی۔ تاہم میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ میرا قطعاً اس فکر سے کوئی تعلق نہیں۔ آج بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کا بننا ضروری تھا اور اس کا بننا صحیح

تھااور اگر پاکستان نہ بنتاتوہندو ذہنیت جو کچھ پورے ہندوستان کے بارے میں سوچ رہی تھی اور مسلمان کے ساتھ جو کچھ کرتی' آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پاکستان کا بننا مشیتِ ایزدی کے تحت ہوا ہے۔ صد فیصد صحیح ہوا ہے لیکن اس کو سنبھالنا ضروری ہے۔ اگر ہماری اس پاور پولیٹکس کے نتیجے میں اور خاص طور پر مذہبی جذبے کو میدان میں لا کر اشتعال پیدا کرنے سے موجودہ کمزور و ناتواں جمہوریت کی بساط لپٹ جائے تو یہ اس ملک کے قتل میں شریک ہونے کے مترادف ہو گا۔ اللہ کرے کہ ہمارے زعماء کو ہوش آجائے اور وہ منفی سیاست سے پرہیز کریں۔

ماضی قریب کی تاریخ

میں نے اتنی وضاحت سے یہ باتیں اس لئے عرض کی ہیں کہ کسی کو اشتباہ نہ رہے۔ میں اس تحریک میں شامل نہیں ہوں۔ ۱۹۶۲ء میں ایک آمر نے عائلی قوانین کے اندر تبدیلی کی تھی' شریعت کو مسخ کیا تھا۔ اُس وقت تحریک نہیں چلائی گئی۔ ہمارے یہ زعماء بلکہ ان کے بزرگ اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے تحریک چلائی تو جمہوریت کے لئے چلائی۔ پھر شریعت بل کا موقع آیا تو متحدہ شریعت محاذ میں بلا استثناء سب دینی عناصر جمع ہو گئے۔ لیکن ہوا کیا؟۔ اس تحریک کے لئے ایک الٹی میٹم دیا گیا کہ ۲۷ رمضان المبارک تک یہ بل پاس نہ ہوا تو ہم تحریک چلائیں گے' سول نافرمانی کریں گے۔ یہ بھی کہا گیا کہ پھر ہم ان اسمبلیوں میں بھی نہیں بیٹھیں گے جو شریعت بل کو منظور نہ کریں لیکن جب وقت آیا تو دس بارہ پندرہ سیٹیں گلے کا ہار بن گئیں' پاؤں کی بیڑیاں بن گئیں۔ اور وہ قدم نہ اٹھ سکا۔ وہ وقت تھا تحریک چلانے کا' ہم بھی خادموں کی طرح شریک ہو گئے تھے۔ لیکن وہ کام نہیں ہوا۔ مگر اب سیاست کے گڈمڈ مجموعے کے ساتھ پھر عوام کے مذہبی جذبہ کو مشتعل کرنے کی جو کوشش ہو رہی ہے' میرے نزدیک یہ اس ملک کے استحکام کے اعتبار سے بھی انتہائی خوفناک نتائج کی حامل ہے اور دینی اعتبار سے بھی حد درجہ ضروری شرائط کو پورا نہیں کرتی۔ میں نے تو شریعت محاذ میں بھی کہا تھا کہ کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو' جب تک یہ شکل نہیں ہو گی ہمارا یہ کام منظم طور پر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ لیکن وہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا۔ اصل مقصود سیاست اور چودھراہٹ تھی۔ اب میں کیا عرض کروں کہ مجھے کیا تجربہ ہوا۔ متحدہ شریعت محاذ کے اجلاس کے دوران جو کچھ ہوتا رہا اسے بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری۔ جھگڑے اس پر چلتے رہتے تھے کہ فلاں پوسٹر میں فلاں جماعت کا نام نمایاں کیوں آگیا اور ہمارا نام پیچھے کیوں رہ گیا۔ قرآنی

استعارے کے مطابق وہ بظاہر جمع نظر آتے تھے لیکن دل پھٹے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حال سے محفوظ رکھے اور ملک کو کسی نئی آزمائش میں نہ ڈالے۔ ہمیں سیاسی طالع آزماؤں کی مہم جوئی سے بچنے کی ضرورت امریکی امداد کی احتیاج سے زیادہ ہے جس کے امکان روشن نظر آرہے ہیں لیکن کیا ہمارے لئے وہ اپنی مصلحت کو بھی قربان کر سکے گا؟

سات روزہ بین الاقوامی مسلم تربیتی کیمپ

تنظیم اسلامی شمالی امریکہ کے زیر اہتمام ایک سات روزہ دعوتی و تربیتی کیمپ

۲۰ تا ۲۶ اگست ۱۹۸۹ء ڈیٹرائٹ (مشی گن) کے نواح میں

ملفورڈ کے مقام پر منعقد ہو رہا ہے

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کیمپ کے مرکزی مقرر اور مہمان خصوصی ہوں گے

کیمپ کا موضوع (ISLAMIC WAY OF LIFE AND OUR OBLIGATIONS AS MUSLIMS) ہوگا،

موضوع کی مناسبت سے لیکچرز، ورکشاپس اور سوال و جواب کی نشستوں کے علاوہ دینی دلچسپی کے دیگر پروگراموں کا اہتمام کیا جائے گا۔

بچوں اور عورتوں کے لیے خصوصی پروگرام تشکیل دیئے گئے ہیں۔

معلومات کے لیے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں :-

MR. RASHID A. LODHI,
14461 MAISANO DR. STERLING HGTS.
MICHIGAN 48077. TEL.(313)977-8081.

پاکستان ٹیلی ویژن پر نشر شدہ ڈاکٹر اسرار احمد کے دروسِ قرآن کا سلسلہ

الہدیٰ

درس نمبر ۱۲ نشست نمبر ۶۰

مباحثِ عمل صالح

مسلمانوں کی سیاسی و ملّی زندگی کے رہنما اصول

سُورۃ الحجرات کی روشنی میں

(۷)

نحمده و نصلّی علی رسوله الکریم..... امابعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرّجیم ○ بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم ○

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (الحجرات = ۱۵)

صدق اللّٰه العظیم

"مومن تو بس وہ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر، پھر شک میں نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں..... صرف یہی لوگ (اپنے دعوئ ایمان) میں سچے ہیں"۔

معزز حاضرین اور محترم ناظرین..... یہ سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۵ ہے، جو ابھی آپ نے سماعت فرمائی اور اس کا ترجمہ بھی سنا۔ میں نے گزشتہ نشست میں اس سے پچھلی آیت کے

بارے میں عرض کیا تھا کہ ایک خاص مضمون کے اعتبار سے وہ قرآن مجید کی اہم ترین آیت ہے۔ بالکل وہی کیفیت اس آیتِ مبارکہ کی ہے کہ یہ بھی اپنے مضمون کے اعتبار سے قرآن مجید کا نقطۂ عروج ہے۔ وہ مضمون یہ ہے کہ ایمانِ حقیقی کی تعریف کیا ہے؟ جب یہ واضح ہو گیا کہ ایمان اور ہے' اسلام اور ہے تو فطری طور پر ایک سوال ذہن میں ابھر کر آئے گا کہ 'ایمان' کسے کہتے ہیں! چنانچہ یہ وہ مقام ہے جسے میں ایمان کی جامع و مانع تعریف قرار دیتا ہوں۔ جامع و مانع تعریف ایک تو اس پہلو سے ہے کہ چونکہ سیاقِ کلام میں ایمان اور اسلام کا علیٰحدہ علیٰحدہ بیان ہوا ہے۔ ویسے ایمان کی کیفیات قرآن مجید میں جابجا بیان ہوئی ہیں۔ ایمان کے ثمرات اور اس کے نتائج کے بارے میں ہم سورۃ التغابن میں تفاصیل پڑھ چکے ہیں۔ اس سورۂ مبارکہ کا دوسرا رکوع ایمان کے ثمرات' ایمان کے نتائج' ایمان کے مقتضیات اور ایمان کے مضمرات ہی کے موضوع پر تھا۔ لیکن یہاں یہ دیکھنا ہے کہ سیاقِ کلام کیا ہے! وہ ہے ایمان اور اسلام کا فرق۔ لہٰذا اس پس منظر میں یہ مضمون آ رہا ہے کہ مومن تو بس وہ ہیں جن میں وہ دو شرطیں پوری ہوں جو اس آیتِ مبارکہ میں بیان ہو رہی ہیں...... گویا یہ ایمان کی تعریف (DEFINITION) کا مقام ہے...... دوسرے اس پہلو سے کہ اس آیت مبارکہ کے شروع میں بھی اسلوبِ حصر ہے اور اختتام پر بھی...... 'حصر' ایک اصطلاح ہے' اس کو اس مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکے گا کہ ہم ایک جملہ کہتے ہیں 'زید عالم ہے' اور ایک کہتے ہیں کہ 'زید ہی عالم ہے' ۔ اب غور کیجئے کہ ان دو جملوں میں کیا فرق واقع ہوا۔ پہلے جملے 'زید عالم ہے' میں زید کے عالم ہونے کا اثبات ہوا لیکن کسی دوسرے کے عالم ہونے کی نفی نہیں ہوئی یعنی زید کے علاوہ کوئی اور بھی عالم ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس جملے میں کہ 'زید ہی عالم ہے' زید کے عالم ہونے کا اثبات اور دوسروں کے عالم ہونے کی نفی ہو رہی ہے۔ یعنی زید کے سوا اور کوئی عالم نہیں ہے۔ گویا علم منحصر ہے زید میں۔ اس کو اسلوبِ حصر کہتے ہیں...... آیت کے شروع میں آیا...... اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ معنی ہوں گے "مومن تو بس وہ لوگ ہیں" یا "مومن تو صرف وہ لوگ ہیں" ...... آخر میں بھی اسلوبِ حصر ہے...... اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ "صرف یہی لوگ سچے ہیں" ۔ یعنی دعویٰ تو انہوں نے بھی کیا تھا' جن کا ذکر پچھلی آیت میں ہوا: قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۔ ایمان کے مدّعی اور دعویدار تو بہت سے ہیں' لیکن اس دعوئ ایمان میں سچے صرف وہ ہیں جو ان شرطوں کو پورا کریں جو اس آیتِ مبارکہ میں بیان کی جا رہی ہیں۔

آیت کے اس اوّل و آخر کو سمجھ کر اب آیئے یہ دیکھیں کہ اس آیت کا اصل مضمون اور اصل CONTENT کیا ہے!...... آیت پر تھوڑے سے غور سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایمانِ حقیقی کے دو لوازم ہیں۔ یا اگر میں بغرضِ تفہیم فقہی اصطلاح استعمال کروں تو کہوں گا کہ ایمانِ حقیقی کے دو ارکان ہیں۔ دیکھئے کہ ارکانِ اسلام سے ہر مسلمان واقف ہے۔ جو حدیث میں بیان ہوئے ہیں...... بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ - شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ الْحَجِّ وَ صَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری و مسلم)...... اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ کلمۂ شہادت، نماز، زکوٰۃ، حج اور صومِ رمضان۔ یہ پانچوں کیا ہیں؟ یہ ارکانِ اسلام ہیں، اسلام کے ستون ہیں!...... اسی اصطلاح کو ذہن نشین کر لیجئے اور دیکھئے کہ اس آیتِ مبارکہ کی رُو سے ایمان کے دو ارکان کیا ہیں! پہلا رُکن ہے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وہ ایمان جس میں شکوک و شبہات باقی نہ رہیں۔ یہاں بھی دیکھئے کہ 'ریب' سے فعلِ مضارع 'یرتابوا' سے پہلے 'لم' آیا۔ معنی ہوئے "ہرگز شک نہ کریں"۔ یعنی شکوک و شبہات کے کانٹے بالکل نکل چکے ہوں۔ معلوم ہوا کہ یہ ہے 'یقینِ قلبی' ...... یہ فکر و نظر یعنی عقیدے کا اخلاص ہوا۔ یہ ہے ایمانِ حقیقی کا پہلا رکن۔ دوسرا رکن عمل سے متعلق ہے اور وہ ہے جہاد فی سبیل اللہ، اپنے اموال اور اپنی جانوں سے۔ پس ایمان حقیقی کے دو ارکان ہوئے، ایک 'یقین' جو قلب میں ہوگا اور دوسرا 'جہاد' جو عمل میں ہوگا۔

یہاں ایک نکتہ اور سمجھ لیجئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ایمانِ مجمل کے الفاظ اکثر حضرات کو یاد ہوں گے...... اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَائِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ۔ معلوم ہوا کہ ایمان کے دو پہلو یا دو درجے ہیں۔ ایک زبان سے اقرار اور دوسرا دل سے تصدیق یا قلبی یقین...... اب ان میں سے پہلا درجہ یعنی اقرار باللسان ایمانِ قانونی یا اسلام کا رُکن ہے...... شہادۃ ان لا الٰہ الّا اللّٰہُ و انّ محمدًا رسولُ اللّٰہ یہ تصدیق ہے، TESTIMONY ہے۔ ایک شخص زبان سے اقرار کرے کہ میں مانتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تسلیم کرے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں...... تو اس اقرار باللسان کی حیثیت اسلام کے رکن کی ہوگی جبکہ تصدیق بالقلب ایمانِ حقیقی کا رُکن ہوگا۔

ایمان حقیقی کے دو ارکان میں سے پہلے رکن یعنی یقینِ قلبی پر پہلے بھی گفتگو ہو چکی ہے کہ

اس کے کیا آثار ہیں؟ یقین ہے تو اس کے کیا نتائج و ثمرات انسان کے عمل میں ظہور پذیر ہوں گے! ان امور کا ہم سورۃ التغابن میں تفصیل سے مطالعہ کر چکے ہیں۔ لہٰذا آج گفتگو کو زیادہ مرتکز کرنا ہوگا دوسرے رکن یعنی جہاد فی سبیل اللہ کے موضوع پر۔ یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ رکن ہے ایمان حقیقی کا، یعنی یہ ہے تو حقیقی ایمان ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو ایمانِ حقیقی حاصل نہیں ہے..... اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے کیا؟ جہاد کے بارے میں ہمارے یہاں دو بڑے بڑے مغالطے ہیں۔ ایک یہ کہ جہاد کے معنی جنگ کے لئے جاتے ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں ہے' اس کی بلند ترین چوٹی جنگ ہے۔ اس کی وضاحت میں آگے بیان کروں گا..... ویسے جنگ کے لئے قرآن مجید کی اصطلاح ہے 'قتال فی سبیل اللہ' ــــ 'جہاد' کا لفظ بنا ہے 'جہد' سے 'اور جُہد کے معنی ہیں کوشش۔ جدّوجہد کا لفظ ہم بولتے ہیں۔ 'قتال' کا لفظ بنا ہے 'قتل' سے 'اس کے معنی ہیں جنگ ــــ دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ مسلمان جو بھی جنگ کرے 'جہاد ہے۔ یہ گویا بنائے فاسد علی الفاسد ہے' یعنی ایک غلط بات پر ایک اور غلط بات کی بنیاد رکھ دینا۔ مسلمان کی صرف وہ جنگ قتال فی سبیل اللہ یا جہاد کی چوٹی کے اعتبار سے جہاد فی سبیل اللہ ہو سکتی ہے جس کا مقصد صرف اللہ کے کلمہ کو سربلند کرنا ہو۔ اگر وہ ہوسِ ملک گیری کی غرض سے ہے' اپنے دنیوی اقتدار کی توسیع کے مقصد کے تحت ہے تو وہ قتال یا جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ لہٰذا ان دونوں مغالطوں کو ذہن سے نکال دیجئے اور اب مثبت طور پر سمجھئے کہ جہاد کہتے کسے ہیں!

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اس کا مادّہ (ROOT) ہے جہد' اور جُہد کے معنی ہیں کوشش۔ انگریزی میں اسے ادا کریں گے 'TO STRIVE FOR SOMETHING' یہ جُہد ہے..... لیکن مجاہدہ یا جہاد کے الفاظ میں ایک اضافی معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مجاہدہ وہاں ہو گا جہاں جہد' جہد سے ٹکرائے۔ جہاں کوشش کا کوشش سے مقابلہ ہو۔ عربی زبان میں باب مفاعلہ میں جو الفاظ آتے ہیں ان میں اکثر الفاظ میں آپ کو یہ خاصیت ملے گی کہ دو فریق بالمقابل آکر ایک ہی عمل کر رہے ہوں اور ایک دوسرے کو زیر کرنا چاہتے ہوں۔ جیسے مباحثہ ہے۔ مباحثہ کیا ہوتا ہے! دو فریق ہیں' اس کا ایک موقف ہے' دوسرے کا کوئی دوسرا موقف ہے۔ یہ اپنے حق میں دلیل دے گا' وہ اپنے حق میں دلیل دے گا۔ یہ اُس کی دلیل کو کاٹے گا' وہ اِس کی دلیل کو کاٹے گا۔ یہ مباحثہ ہے۔ اسی طرح مقابلہ کے معنی ہیں ایک دوسرے کے سامنے آنا۔ مقاتلہ کے معنی ہوئے ایک دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرنا۔ جہاد یا

مجاہدہ کیا ہے! جُہد ' جُہد سے ٹکرا رہی ہو ' کوششوں کا تصادم ہو رہا ہو۔ فارسی میں اس کو کشمکش اور کشاکش سے تعبیر کریں گے۔ جہد کوشش ہے اور جہاد یا مجاہدہ کشمکش یا کشاکش ہے۔ انگریزی میں اس کے لئے STRUGGLE بالکل صحیح لفظ ہے۔ STRUGGLE یقیناً کسی RESISTANCE کے خلاف ہوتی ہے ' کسی مزاحمت کے مقابلے میں ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کے بعد صلہ یعنی PREPOSITION کے طور پر AGAINST آتا ہے۔

اب دیکھئے دنیا میں کیا ہوتا ہے! ایک شخص کا ایک نظریہ ہے ' دوسرے کا دوسرا۔ مثال کے طور پر ایک شخص مارکسسٹ ہے ' دوسرا شخص مغربی جمہوری سرمایہ دارانہ نظام کا قائل ہے۔ یہ بھی اخلاص کے ساتھ اپنے نظریئے کا قائل ہے اور وہ بھی اپنے نظریئے میں مخلص ہے۔ ان دونوں کے درمیان تصادم ہو کر رہے گا۔ یہ تصادم پہلے نظریاتی سطح پر ہو گا۔ وہ اپنے IDEA کو PROMOTE کرے گا ' یہ اپنے نظریئے کو پھیلائے گا۔ وہ اپنے ہم خیال لوگوں کی جماعت بنائے گا ' یہ اپنے ہم خیالوں کی تنظیم بنائے گا۔ پھر ان کے درمیان کشمکش ہوگی۔ جو جیت جائے گا ' اس کے نظریہ کے مطابق اس ملک میں نظام قائم ہو جائے گا۔ لہٰذا واقعہ یہ ہے کہ اگر خلوص کے ساتھ کسی نظریہ کو تسلیم کیا گیا ہو تو اس کے لئے جدّوجہد اور مجاہدہ ناگزیر ہے ' لازم ہے۔ اگر نہیں ہو رہا ہے تو قطعی طور پر یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص اپنے نظریئے میں مخلص نہیں ہے۔ مخلص اور صاحبِ کردار انسان ہو گا تو وہ اپنے نظریئے کی دعوت و تبلیغ کے لئے جدوجہد کرے گا اور اسی عمل کا نام جہاد ہے۔ پس اگر کسی شخص کو یقین حاصل ہے اللہ پر ' اس کی توحید پر اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن پر اور اسلام پر تو لامحالہ اس کے اس یقین کا ظہور اس کے عمل میں اس طریق سے ہو گا کہ وہ اسلام کے لئے جدّوجہد کرے گا ' محنت کرے گا ' کوشش کرے گا...... اسلام کو پھیلائے گا ' ایمان کی دعوت عام کرے گا۔ اُن لوگوں کو جمع کرے گا جو اسلام کے لئے جان اور مال دینے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اسلامی نظام کے قیام کے لئے STRUGGLE کرے گا۔ اگر ایمانِ حقیقی دل میں ہے تو یہ ہو کر رہے گا اور اگر یہ نہیں ہو رہا ہے تو دلی یقین والا ایمان موجود نہیں ہے۔ یہ ہیں معنی اس کے کہ جہاد رکن ہے ایمان کا۔

اب ذرا جہاد کے جو مراتب اور درجات ہیں ان کو بھی سمجھ لیجئے۔ میں اس کی تعبیر کے لئے عرض کروں گا کہ ایک تین منزلہ عمارت کو ذہن میں رکھئے۔ اس کا پہلا اور اہم ترین درجہ " مجاهده مع النفس " ہے۔ آپ نے اللہ کو مانا ہے ' رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو

مانا ہے' قرآن کو مانا ہے' شریعت کو مانا ہے لیکن آپ کا نفس آپ کو کسی اور طرف لے جانا چاہ رہا ہے ___ شریعت نے کہا کہ سود حرام ہے' نفس آپ کو ترغیب دے رہا ہے کہ نہیں یہ تو کاروبار کو پھیلانے کے لئے، آگے بڑھنے کے لئے ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر کاروبار محدود رہے گا اور اس کی توسیع ممکن نہیں ہوگی' نتیجتاً میں معاشی دوڑ میں بہت پیچھے رہ جاؤں گا۔ اب یہ کشمکش آپ کے باطن میں پیدا ہوگی ___ صبح کا وقت ہے' اذان بھی ہوگئی ہے' آپ نے سن بھی لی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگیا کہ اس وقت 'حیّ علی الصّلوٰۃ' اور 'حیّ علی الفلاح' کی یہ صدا' یہ پکار' یہ CALL اللہ کی طرف سے ہے' لہٰذا اب مسجد کا رخ کرنا اور نماز پڑھنا ہے۔ لیکن نفس کہتا ہے کہ نہیں ابھی سوتے رہو' ابھی آرام کرو' کیوں صبح کی میٹھی نیند کو خراب کرتے ہو۔ تو یہ اور اسی نوع کی کشمکش ہر شخص کے اندر ہر آن ہر وقت ہوتی رہتی ہے' اسے ہر لحظہ ایسی کشمکش سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس میں اگر آپ اپنے نفس کے ساتھ کشمکش کریں' اُسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطیع بنائیں' تو یہ کیا ہے! یہ مجاہدہ مع النفس ہے' یہ اپنے اندر کا جہاد ہے۔ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل اور اعلیٰ ترین جہاد قرار دیا۔ حضورؐ سے پوچھا گیا: اَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰه "آپؐ نے فرمایا: اَنْ تُجَاهِدَ نَفْسَکَ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ۔ سوال یہ تھا کہ "اے اللہ کے رسولؐ' سب سے افضل' سب سے اعلیٰ جہاد کون سا ہے؟" جواب میں حضورؐ نے فرمایا: "یہ کہ تو اپنے نفس سے کشمکش کرے اور اسے اللہ کا مطیع بنائے"۔ بدقسمتی سے جہاد کا یہ تصور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا ہے۔ اندر کی شخصیت سے پھر یہ جہاد باہر نکلے گا۔ اب ہوگا "مجاہدہ مع الکفر" ___ نظریاتی سطح پر آپ ایمان کی دعوت دیجئے۔ کفر' الحاد' مادّہ پرستی' اباحیت کے خلاف تبلیغ' تلقین اور وعظ و نصیحت کیجئے اور دلائل و براہین پیش کیجئے۔ نظریاتی سطح پر اسلام و ایمان کی دعوت اور فروغ کا کام کیجئے۔ ظاہر بات ہے کہ ان کاموں میں مال بھی کھپے گا' جان بھی کھپے گی اور وقت بھی لگے گا۔ اسی وقت کو صرف کر کے آپ پیسہ کما سکتے ہیں لیکن یہ وقت آپ کو دعوت و تبلیغ میں لگانا ہے ___ تو یہ جہاد فی سبیل اللہ کی دوسری منزل ہوئی ___ پہلی مجاہدہ مع النفس اور دوسری مجاہدہ مع الکفر۔

تیسری منزل ہے "مجاہدہ مع الکفّار" ...... بات اب اگر آگے بڑھے گی تو کشمکش ہوگی۔ کفار چاہتے ہیں اپنے نظریئے کا غلبہ اور مومن چاہتا ہے دین کا غلبہ! لِتَکُوْنَ کَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا۔ ان کے مابین پُرامن مفاہمت ناممکن ہے' تصادم ہو کر رہے گا۔ لیکن اس تصادم کے بھی مختلف مراحل ہوں گے۔ اس تصادم کا ابتدائی مرحلہ ہوگا صبرِ محض' جسے

انگریزی میں 'PASSIVE RESISTANCE' کہتے ہیں۔ وہ آپ پر تشدد کریں، آپ کو ستائیں لیکن آپ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں، پیچھے نہ ہٹیں اور پھر جوابًا ہاتھ بھی نہ اٹھائیں۔ یہ پہلا مرحلہ ہے لیکن جب طاقت اتنی فراہم ہو چکی ہو کہ آپ جوابی کارروائی بھی کر سکیں تو اس کو 'ACTIVE RESISTANCE' کہیں گے۔ اب آپ بھی اقدام کریں۔ دیکھئے مکہ میں صحابہؓ کو کیا حکم تھا! یہ کہ چاہے تمہیں دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا جائے، لیٹ جاؤ۔ تم جوابی اقدام نہیں کر سکتے، اپنی مدافعت میں بھی ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔ لیکن اس کے بعد وہ وقت آیا کہ ہاتھ کھول دیئے گئے۔ آیت نازل ہو گئی..... اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا۔ یعنی آج سے اجازت دی جا رہی ہے ان کو جن پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے تھے کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکتے ہیں اور اس تصادم مع الکفّار کا آخری درجہ ہے 'ARMED CONFLICT'، یعنی مسلح تصادم اور یہ ہے جہاد کی وہ بلند ترین چوٹی، جہاں پہنچ کر جہاد قتال بن جائے گا ــــ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ۔ مدینہ منورہ میں وہ وقت آیا کہ حکم آگیا کہ اب تم پر جنگ فرض کر دی گئی۔

پس یہ تین مراحل ہیں جہاد فی سبیل اللہ کے۔ اس کی غرض و غایت کیا ہو گی! اللہ کے دین کا غلبہ، اللہ کے دین کو قائم کرنا۔ وہ نظام جو اللہ تعالیٰ نے دیا، جو اس تعؐ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا، جو قرآن نے دیا، اسے بالفعل نافذ کرنا۔ اس کے لئے پہلے مجاہدہ مع النفس ہے۔ اپنے اندر جو خدا کا دشمن ہے، اسے زیر کرو..... پھر مجاہدہ مع الکفر ہے۔ نظریاتی سطح پر اسلام و ایمان کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کرو۔ پھر مجاہدہ مع الکفار ہے، جس میں صبرِ محض، اِقدام اور وقت آنے پر مسلح تصادم کے مراحل ہیں۔

اور یہ جان لیجئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی راہ میں جان دینے کی آرزو رکھنے کو بھی ایمان کا ایک اہم ترین رکن قرار دیا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ جنگ ہر وقت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر دل میں حقیقی ایمان ہے تو یہ تمنا موجود رہنی چاہئے کہ کاش میری زندگی میں وہ وقت آئے کہ خالصتاً قتال فی سبیل اللہ کا مرحلہ آئے اور میں اس میں اپنی گردن کٹا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں سرخرو اور سبکدوش ہو جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی موت اس حال میں واقع ہوئی کہ اس کے دل میں شہادت کی تمنّا نہ تھی فَقَدْ مَاتَ عَلٰی شُعْبَۃٍ مِنَ النِّفَاقِ۔ "تو اس شخص کی موت ایک نوع کے نفاق پر واقع ہوئی" ــــ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو شوقِ شہادت سے معمور فرمائے۔

جہاد شروع تو مجاہدہ مع النفس سے ہوتا ہے لیکن اس کی آخری منزل وہی قتال فی سبیل اللہ

ہوگی۔ یہ نگاہ سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اگرچہ اس کی کچھ شرائط ہیں' وہ پوری ہوں گی تو آپ وہاں تک پہنچیں گے' چھلانگ لگا کر وہاں نہیں پہنچ سکتے۔ سارے مراحل طے کریں گے تو وہاں تک پہنچیں گے' لیکن یہ آرزو دل میں رہنا کہ ہماری زندگی میں وہ مرحلہ بھی آئے' ایمان کی شرطِ لازم ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو ایمان نہیں ہے۔ پس ایمان کے دو رکن ہیں جو اس آیتِ مبارکہ کے حوالے سے آج ہمارے سامنے آئے۔ اب آپ جمع کر لیجئے۔ جب اسلام اور ایمان دونوں یکجا ہو جائیں گے تو گویا اقرار باللسان بھی ہو گا اور تصدیق بالقلب بھی۔ نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ اسلام کے ارکان کی حیثیت سے ہوں گے اور شک و شبہ سے مبرّا ایمان دل میں اور جہاد فی سبیل اللہ بالنفس وبالمال عمل میں' یہ ایمان کے ارکان کی حیثیت سے ہوں گے اور اس طرح گویا ایک بندۂ مومن کی شخصیت مکمل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نقشے پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے ـــــ اب آج جو کچھ عرض کیا گیا ہے' اس کے بارے میں کوئی وضاحت مطلوب ہو تو میں حاضر ہوں ـــــ

سوال و جواب

○ ـ س: ڈاکٹر صاحب جہاد فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ؟

☆ ـــــ ج ـــــ میں نے جو بات آج عرض کی ہے' میں سمجھتا ہوں کہ مسئلہ اس سے واضح ہو جانا چاہئے تھا کہ جہاں تک جہاد کا تعلق ہے وہ فرضِ عین ہے' وہ ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ جسے ہم فرضِ کفایہ کہتے ہیں۔ وہ قتال یعنی جنگ ہے۔ ظاہر بات ہے کہ جنگ کسی نظم کے تحت لڑی جائے گی اور کسی خاص موقع پر جتنے لوگوں کی ضرورت ہے اگر اتنے فراہم ہو گئے تو ضرورت پوری ہو جائے گی۔ مثلاً ایک مہم کے لئے دس ہزار کی نفری درکار ہے۔ اب اگر دس ہزار آدمی آ گئے تو باقی سب کی طرف سے گویا وہ اس فریضہ کو ادا کر رہے ہیں۔ اگر ضرورت پوری ہو گئی تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔ فرضِ کفایہ اسی کو کہتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی وقت ایسا ہو کہ اتنا بڑا مرحلہ پیش آ جائے کہ سب کو نکلنے کا حکم مل جائے' جیسے غزوۂ تبوک کے موقع پر نفیرِ عام ہوئی' تو پھر ہر مسلمان کے لئے وہ فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ لیکن قتال یعنی جنگ ہر حال میں فرضِ عین نہیں ہے۔ البتہ جہاد یعنی دین پر عمل کرنے کے لئے کوشش اور دعوت و تبلیغ کے لئے محنت کرنا تو ہر مسلمان کے لئے ہر حالت میں فرضِ عین ہے۔

○ ـــــ س ـــــ ڈاکٹر صاحب' اغیار الزام لگاتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا' اس کا صحیح جواب کیا ہے؟۔

☆ ج ـــ اس الزام میں کوئی صداقت نہیں ہے' یہ بالکل غلط ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اسلام کے اجتماعی نظام کے قیام میں تلوار کو دخل حاصل ہے' لیکن اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشرواشاعت میں تلوار کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ انقلاب برپا کرنا یعنی پہلے سے قائم شدہ کسی نظام کو ختم کر کے دوسرا نظام قائم کرنا' یہ دنیا میں آج تک بغیر کسی مسلح تصادم کے نہیں ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہ نظام جو پہلے سے قائم ہوتا ہے' وہ اپنا تحفّظ کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک مخصوص طبقے کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ کچھ لوگوں کے VESTED INTERESTS ہوتے ہیں۔ وہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ دوسرا نظام آئے جس سے ان کے ناجائز مفادات ختم ہو جائیں۔ وہ چاہے انقلاب فرانس ہو چاہے وہ بالشویک انقلاب ہو اور چاہے وہ انقلابِ محمدی ہو' علیٰ صاحبہ الصّلوٰۃ والسّلام' ان میں تلوار اٹھی ہے۔ لیکن یہ ہے انقلاب کا معاملہ۔ نظام کی تبدیلی اور نئے نظام کو قائم کرنے کا معاملہ ـــ ایک ہے لوگوں کو اسلام کی دعوت و تلقین کرنا' اس کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھی۔ اس میں کبھی جبر نہیں ہوا اور نہ کبھی جبر ہو گا۔ قرآن مجید میں وضاحت موجود ہے: لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ - دین کے معاملہ میں کبھی جبر سے کام نہیں لیا جائے گا۔ یہ لوگوں کی آزاد مرضی سے متعلق معاملہ ہے۔ جو لوگ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو کر اسے قبول کر لیں گے' وہ اسلامی معاشرے میں شامل ہو جائیں گے۔ البتہ جہاں تک اسلام کے مبنی بر عدل و قسط نظامِ اجتماعی کا معاملہ ہے تو اس کو برپا کرنے کے لئے طاغوتی اور باطل نظاموں کے حامیوں سے بوقتِ ضرورت قتال کیا جائے گا ـــ لہٰذا ان دونوں چیزوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ کر لیں گے تو مسئلہ بالکل نکھر کر سمجھ میں آجائے گا۔

حضرات! آج ہم نے خاص طور پر جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں کچھ بنیادی باتیں سمجھی ہیں۔ اہم ترین یہ کہ جہاد ایمان کا رکنِ لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقینِ قلبی والا ایمان بھی عطا فرمائے اور جہاد فی سبیل اللہ میں اپنی توانائیوں' اپنی قوتوں' اپنی صلاحیتوں' اپنے اوقات اور اپنے مالی وسائل کو صرف کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وَلَا تَجْعَلْنَا مَعَھُمْ

آمین یا ربَّ العٰلمین۔

قارئین ندا متوجہ ہوں!

رفقاءِ تنظیم میں سے اُن احباب سے جو ندا کے باقاعدہ قاری ہیں

اور ــــــ

یہ جانتے ہوئے بھی ــــ کہ اس پرچے کی حیثیت تنظیم اسلامی کے باقاعدہ آرگن کی نہیں ہے بلکہ اب یہ ایک آزاد سیاسی ہفت روزہ ہے جو سیاسی معاملات میں تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم کے مؤقف سے بالکلیہ اتفاق بھی کرتا ہے بلکہ اس مؤقف کو فروغ دینے اور تنظیم اسلامی کو ایک وسیع تر حلقے میں متعارف کرانے کے لیے کوشاں بھی ہیں ــــ پرچے کے ساتھ تعاون کرنا چاہتے ہیں اور پرچے کی بقا اور اس کے فروغ کے خواہاں ہیں۔

یہ گزارش ہے کہ وہ :

(ا) پرچے کی باقاعدہ خریداری قبول کریں۔ اگر کسی کے لیے سالانہ زرتعاون یکمشت ادا کرنا ممکن نہ ہو تو ششماہی یا سہ ماہی بنیادوں پر خریداری قبول کریں۔

تاکہ

پرچے کے مستقل خریداروں کی تعداد میں اضافے سے پرچے کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ایک مضبوط بنیاد فراہم ہو سکے ــــ اور تاکہ ــــ مستقل خریداروں کے معاملے میں نیوز ایجنٹ کا معاملہ درمیان سے نکل جائے اور اس طرح ایجنٹ کو پرچہ ارسال کرنے کے اضافی اخراجات اور بے حساب واپسی کے سلسلے کو کم سے کم کیا جا سکے۔

(ii) اپنے حلقہ احباب میں پرچے کو زیادہ سے زیادہ متعارف کرائیں اور انہیں بک سٹالوں سے پرچہ خریدنے پر آمادہ کریں۔

تاکہ

پرچے کی سرکولیشن میں اضافے کے ساتھ ساتھ بک سٹال والوں کی حوصلہ افزائی بھی ہو اور نیوز ایجنٹ سے رابطہ بھی نہ ٹوٹے

نوٹ: پرچے کا سالانہ زرتعاون -/۲۵۰ روپے، ششماہی -/۱۳۰ روپے اور سہ ماہی -/۷۰ روپے ہے۔

منجانب : ناظم الامور ' ہفت روزہ ' ندا ' لاہور

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بحیثیت
داعیٔ انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمد
کا ایک پُرتاثیر اور فکر انگیز خطاب

ترتیب و تسوید (شیخ) جمیل الرحمٰن

(۴)

پانچواں مرحلہ ۔ اقدام

اس پانچویں مرحلے یعنی اقدام (ACTIVE RESISTANCE) کے ساتھ ہجرت کے مرحلے کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے کہ اقدام کے لئے ایک مرکز (BASE) کی ضرورت ہے، جہاں سے انقلابی دعوت کی کامیابی اور غلبے کے لئے پیش قدمی کی جاسکے۔ آخر توپ چلانے کے لئے بھی تو جگہ درکار ہوتی ہے' جہاں اسے نصب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب داعی کو یہ محسوس ہو کہ اتنی طاقت مہیا ہو گئی ہے اور وہ آزمائش کی بھٹیوں سے گزر کر اتنی پختہ بھی ہو گئی ہے کہ باطل نظام پر مؤثر وار کیا جاسکتا ہے تو لازمی طور پر اسے ایک مرکز کی تلاش ہوتی ہے ۔ میری رائے میں نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف کا سفر اسی مقصد کے لئے تھا' چونکہ مکّہ کے بعد قریب ترین دوسرا بڑا شہر طائف ہی تھا۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اجتہادی فیصلہ تھا۔ یہ فیصلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ نبوی میں اُس وقت کیا جب مشرکین مکّہ نے دارالندوہ میں حضورؐ کے قتل تک کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آپؐ کے اس فیصلہ کی تصویب یا اصلاح وحیٔ جلی یا وحیٔ خفی کے ذریعے سے نہیں ہوئی۔ گویا اللہ تعالٰے کی مشیّت یہ تھی کہ طائف والے بھی ہمارے رسول (صلی اللہ

علیہ وسلّم) کے صبر و ثبات اور عزیمت و استقامت کی خوب اچھی طرح جانچ پرکھ کر لیں۔ چنانچہ طائف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک دن میں وہ سلوک ہوا جو مکّی دور کے دس برس میں نہیں ہوا تھا۔ اس کی مختصر روداد میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

<u>یثرب کی طرف سے کھڑکی کھلتی ہے</u>: طائف کے نصیب میں قسّامِ ازل نے یہ سعادت نہیں رکھی تھی کہ وہ دعوتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے پانچویں مرحلے، اقدام کے لئے مرکز بنتا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ میں یہ بات طے شدہ تھی کہ "مدینۃ النبیؐ" بننے کی سعادت "یثرب" کے حصّے میں آئے گی۔ حالانکہ طائف کی طرف حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم بہ نفسِ نفیس دعوت و تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے، مگر وہاں دعوت قبول کرنا تو درکنار کوئی اس پر کان دھرنے کو بھی تیار نہیں ہوا۔ اور آپؐ کے ساتھ انتہائی تعذیب کا معاملہ کیا گیا۔ لیکن اِدھر اللہ تعالیٰ نے یثرب کی طرف سے کھڑکی کھول دی۔ اسی سال یعنی سنہ نبوی میں حج کے موقع پر یثرب کے چھ حضرات دولتِ ایمان سے مالا مال اور شاد کام ہوئے۔ اگلے سال ان چھ میں سے پانچ دوبارہ آئے اور سات مزید افراد کو ساتھ لے آئے جن کو انہوں نے اپنی دعوت و تبلیغ سے مسلمان کر لیا تھا۔ چنانچہ اس مرتبہ بارہ حضرات نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ ان حضرات کی درخواست پر توحید کی انقلابی دعوت اہلِ یثرب کے سامنے قرآن مجید کے ذریعے سے پیش کرنے کے لئے حضورؐ نے حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن امِّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یثرب بھیج دیا۔ قرآن حکیم کے اعجاز، توحید کی انقلابی دعوت کی تاثیر اور ان دو جاں نثاروں کی مخلصانہ جدّ و جہد کا ثمرہ اگلے سال (سنہ ۱۲ نبوی میں) حج کے موقع پر ظاہر ہو گیا اور بہتر۷۲ مرد اور تین خواتین نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک پر بیعت کر لی۔ کتبِ سیر و احادیث میں "بیعتِ عقبہ ثانیہ" کے عنوان سے اس بیعت کے جملہ کوائف محفوظ ہیں اور جن امور پر نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن پچھتّر اہلِ ایمان سے بیعت لی تھی اس کی تفصیل حضرت عبادہؓ بن الصامت کی حدیث میں موجود ہے۔ جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ جیسے جلیل القدر محدّثین نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور جو میں آپ کو پہلے سنا چکا ہوں۔ یہاں یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیجئے کہ اس "بیعتِ عقبہ ثانیہ" کو انقلابِ محمدی علیٰ صاحبہ الصّلوٰۃ میں ایک اہم نشانِ راہ کی حیثیت حاصل ہے ــــ اور یہ ہے سیرتِ مطہرہ کا وہ اہم موڑ (TURNING POINT) جس کی وجہ سے یثرب کو 'مدینۃ النبیؐ' اور دار الھجرت بننے کی سعادت نصیب ہوئی اور انقلابِ محمدی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسّلام کو ایک BASE مہیا ہوئی۔

<u>ایک لمحۂ فکریہ</u>: آگے بڑھنے سے قبل میں ایک ضمنی لیکن اہم بات کا ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں ورنہ آج کی تقریر میں ایک خلا رہ جائے گا۔ وہ بات یہ ہے کہ پانچویں مرحلے یعنی 'ہجرت و اقدام' کا فیصلہ انبیاء و رسل علیہم السّلام کے لئے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اس فیصلے سے وہ وحیِ متلو (یعنی کتاب) یا وحیِ غیر متلو (یعنی کشف' القاء' الہام اور رویائے صادقہ) کے ذریعے انہیں مطلع فرماتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یثرب کی طرف خود بنفسِ نفیس ہجرت اُس وقت فرمائی ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت آگئی۔ اس کی تفاصیل سیرتِ مبارکہ کی تمام مستند کتب میں محفوظ ہیں۔ اسی طرح مدینہ منوّرہ پہنچ کر حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو اقدامات فرمائے' ان کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قدم قدم پر آپؐ کی رہنمائی وحیِ متلو (قرآن مجید) اور وحیِ غیر متلو کے ذریعہ سے فرماتے رہے ہیں۔

لیکن مابعد کا معاملہ مختلف ہے۔ نبوّت و رسالت کا اکمال و اتمام حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس پر ہوگیا' اب تا قیامِ قیامت کسی نوع کا نبی نہیں آئے گا۔ ان حالات میں جبکہ دشمنانِ اسلام کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے باعث اور خود مسلمانوں کی اپنی غفلتوں اور کوتاہیوں کے سبب سے اسلام بالفعل زوال و انحطاط سے دوچار ہوگیا ہے' جو بھی اسلامی احیائی تحریکیں اٹھتی ہیں تو ظاہر بات ہے کہ ماضی میں بھی ان تحریکوں کی قیادت کی ذمّہ داری رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی امّتی ہی نے ادا کی ہے' موجودہ دور میں بھی امّتی ہی یہ فریضہ ادا کرنے کے لئے کوشاں ہیں اور آئندہ بھی یہ کام کسی امّتی ہی کے ہاتھوں ہوگا۔ لہٰذا جان لیجئے کہ کوئی امّتی بھی معصوم عن الخطا نہ پہلے گزرا ہے' نہ آج موجود ہے' نہ قیامت تک ہوگا۔ معصومیت خاصّۂ نبوّت ہے' نبوّت ختم ہوئی تو معصومیت بھی ختم ہوئی۔ اب تجدیدِ دین' احیائے اسلام اور دورِ جدید کی اصطلاح کے مطابق اسلامی انقلاب کی جو تحریک بھی برپا ہوگی' اس کے پانچویں مرحلے یعنی اقدام (جس کے ساتھ ہجرت بھی شامل ہے) اور چھٹے اور آخری مرحلے یعنی مسلّح تصادم (ARMED CONFLICT) کا معاملہ — جس کا ذکر اختصار کے ساتھ آگے آئے گا — اجتہادی ہوگا۔ پھر اس اجتہاد میں خطا کا امکان رہے گا۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا' کسے باشد' کہ اس سے خطا کا صدور ممکن نہیں ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا' یا کسی نے کسی کے متعلق ایسا یقین رکھا تو وہ اہل السنّۃ والجماعۃ کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔

<u>ایک اطمینان بخش بات</u>: البتہ الصّادق والمصدوق جناب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک

ارشادِ مبارک کے مطابق اہلِ سنّت کا مجمع علیہ موقف یہ ہے کہ نیک نیت، خدا ترس، متقی مجتہد اگر مصیب ہے، یعنی اس نے صحیح صحیح اجتہاد کیا ہے تو وہ آخرت میں دوہرا اجر و ثواب پائے گا، لیکن اگر مخطی ہے یعنی اس سے نیک نیتی کے ساتھ اجتہاد میں خطا ہوئی ہے تو اسے عدالتِ اخروی میں اکہرا ثواب ملے گا۔ چنانچہ اسلامی انقلاب کے داعیان سے اسلامی انقلاب کے کسی مرحلے میں نیک نیتی سے کسی اجتہادی غلطی کا صدور ہو گیا، جیسے پوری تیاری کے بغیر عملی اقدام کر دیا گیا۔ یا حالات کے صحیح تجزیہ و مطالعہ میں خطا ہو گئی تو اسباب و علل کی اس دنیا میں اس کا نتیجہ تحریک کی ناکامی کی صورت میں نکلے گا۔ البتہ ان کا اخروی اجر و ثواب ان شاء اللہ ضائع نہیں ہو گا۔

تحریکِ شہیدینؒ کی مثال: آج تقریباً ڈیڑھ سو برس کے بعد ہم تحریکِ شہیدینؒ کے معروضی مطالعہ کے بعد یہ رائے قائم کر سکتے ہیں کہ ان پاک طینت مومنینِ صادقین سے سرحد کے رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں رائے قائم کرنے اور ان پر پورا اعتماد کرنے کے باب میں اجتہادی غلطی ہوئی، جس کے نتیجے میں یہ تحریک خالص دنیوی نقطۂ نظر سے ناکام ہو گئی۔ میں نے اپنا یہ تأثر بارہا بیان کیا ہے کہ دورِ صحابہ کرامؓ کے بعد ایک خالص اسلامی تحریک ہونے کے اعتبار سے تحریکِ شہیدین کے ہم پلّہ مجھے کوئی دوسری تحریک نظر نہیں آتی۔ اس تحریک کے قائد تھے بطلِ جلیل، پیکرِ تقوٰی، صحابہ کرامؓ کی سیرت کا نمونہ اور اخلاص و للّٰہیت کا خورشید تاباں، جناب سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دستِ راست تھے حضرت مولوی شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ۔ مجددِ وقت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے، جو تقوٰی اور تدیّن کے ساتھ ساتھ اپنے دور کے آسمانِ علمِ دین کے مہرِ درخشاں، بے مثال عالم، محدّث، فقیہہ اور منقولات و معقولات کا حسین پیکر تھے۔ علاوہ ازیں اس تحریک میں سیّد شہیدؒ کی قیادت میں جو مجاہدین ہندوستان سے خالصۃً سکھوں کے خلاف جہاد فی سبیل اللہ کے مقصدِ اعلیٰ کے لئے ہجرت کر کے ایک نہایت طویل، کٹھن اور جاں گسل دشواریاں عبور کر کے سرحد پہنچے تھے، ان میں ہر ایک برّ و تقوٰی کے آسمان کا روشن ستارہ تھا۔ ہجرت کے سفر کے دوران جناب سیّد احمد بریلوی، جناب شاہ اسمٰعیل اور دوسرے بہت سے مرشدین رحمۃ اللہ علیہم قافلے میں شریک مہاجرین و مجاہدین کی تربیت و تزکیہ کرتے رہے تھے۔ اس اعتبار سے یہ پورا قافلہ اس مرحلے سے گزرتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن سرحد پہنچ کر اقدام سے پہلے وہاں کے مقامی باشندوں کے تربیت و تزکیہ کی بھی ضرورت تھی۔ ان کے عقائد، ان کے اعمال اور ان کے اخلاق کی تصحیح کے لئے کافی محنت

ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ سید احمد شہیدؒ نے حسنِ ظن سے کام لیتے ہوئے مقامی باشندوں کو سچا اور پکا مسلمان سمجھ کر ایک طرف اسلامی شریعت کی تمام حدود و تعزیرات نافذ کر دیں جو ان لوگوں کے لئے بڑی شاق تھیں۔ چونکہ وہ لوگ ایک مدت سے دین کے صحیح و حقیقی علم سے ناواقف تھے اور وہ اگرچہ مسلمان تھے لیکن ان کی بڑی اکثریت حقیقی ایمان کی لذت آشنا نہیں تھی ـــــ دوسری طرف سکھوں کے خلاف جنگ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مقامی باشندوں کی اکثریت نے سید صاحبؒ کا نہ صرف ساتھ چھوڑ دیا بلکہ بعض بااثر خوانین نے ان کے خلاف سازشیں کیں۔ سید صاحب کو زہر دے کر شہید کرنے کی کوشش کی گئی۔ وہاں کے علمائے سُو نے فتوے جاری کر دیئے کہ ہندوستان سے آنے والے یہ لوگ وہابی ہیں، گستاخِ رسولؐ ہیں، مرتد ہیں، واجب القتل ہیں۔ چنانچہ خود مقامی لوگوں نے مجاہدین کے کیمپوں پر شب خون مارے اور بے شمار مجاہدین کو شہید کر ڈالا۔ انہی لوگوں نے مجاہدین کے خلاف مخبری کی اور سکھوں کو مجاہدین کے لشکر کی نقل و حرکت اور اس کی قوت و وسائل کی خبریں پہنچائیں۔ الغرض مقامی لوگوں کی اکثریت کی ناپختہ سیرت و کردار اور عدم تربیت و تزکیہ کے باعث یہ عظیم اسلامی تحریک دنیوی اعتبار سے ناکام ہوگئی ـــــ لیکن ان مجاہدین رحمہم اللہ کا اللہ تعالیٰ کے یہاں وہ اعلیٰ و ارفع مقام ہے جس کی تمنا اور آرزو ہر مومنِ صادق کرتا ہے۔

ضمنی مسئلہ پر بات خاصی طویل ہوگئی۔ لیکن اس کی اس اعتبار سے افادیت ہے کہ یہ بات سامنے رہے کہ اسلامی انقلاب برپا کرنے کے لئے دعوت، تنظیم اور تربیت کی کیا اہمیت ہے! نیز یہ کہ اب جو لوگ بھی اسلامی انقلاب کی تحریک برپا کرنے کے لئے کوشاں ہوں گے، ان سے مراحلِ انقلاب، خاص طور پر اقدام و تصادم کے مرحلوں کے ضمن میں، نیک نیتی سے بھی اجتہادی خطا ہونے کا پورا پورا امکان و احتمال موجود ہے۔ لیکن ان شاء اللہ وہ اس پر بھی آخرت میں ماجور ہوں گے ـــــ اب آئیے اس بات کی طرف کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے فوراً بعد وہ کون سے کام سرانجام فرمائے جن کو اسلامی انقلاب کے ضمن میں "اقدام" (ACTIVE RESISTANCE) قرار دیا جائے گا۔ اور وہ کیا حالات اور اسباب تھے جن کے باعث اس اقدام نے مسلح تصادم (ARMED CONFLICT) کی صورت اختیار کی۔

مرحلہ "اقدام" کی چند تفاصیل

بیعتِ عقبۂ ثانیہ کے موقع پر انصارِ مدینہ نے آنحضورؐ سے عرض کیا تھا کہ مکہ والے آپؐ کے خون کے پیاسے ہیں، لہٰذا آپؐ مدینہ تشریف لے چلیے۔ اگر وہاں حملہ ہوگا تو ہم آپؐ کی اس طرح حفاظت کریں گے جیسے اپنے اہل و عیال کی کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصارِ مدینہ کی اس پیش کش کے پیشِ نظر اوّل اوّل مکہ کے اہلِ ایمان کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ اکثر صحابہ کرامؓ نے ہجرت شروع کر دی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم حکمِ الٰہی کے منتظر رہے۔ جیسے ہی اجازت آگئی آپؐ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

حضورؐ کی مدینہ میں تشریف آوری سفرِ ہجرت میں کم از کم ۲۰ دن لگے اور ۱۲ ربیع الاوّل سنہ ۱ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں بے تاج بادشاہ کی حیثیت سے ورودِ مسعود ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے انقلاب کی پیش قدمی کیلئے BASE عطا فرمادی، ایک مرکز عنایت فرمادیا۔ راست اقدام کا مرحلہ دراصل ہجرت کے متصلاً ساتھ ہی شروع ہوگیا تھا۔ چنانچہ اثنائے سفر ہی میں یہ آیات نازل ہوگئیں: اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ (الحج: ۳۹، ۴۰) "اُن لوگوں کو جنگ کی اجازت دے دی گئی ہے جن سے جنگ کی جاتی تھی، اس واسطے کہ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے، (جن کے ہاتھ آج تک بندھے ہوئے تھے، ان کے ہاتھ اب کھول دیئے گئے) اور بے شک اللہ ان لوگوں کی نصرت پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ صرف اس جرمِ قصور کی پاداش میں کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا رب صرف اللہ ہے" ـــــ اس طرح گویا اللہ کی طرف سے مسلمانوں کو قتال کا اذن مل گیا۔

مدینہ میں حضورؐ کے اقدامات بغرضِ استحکام داعیٔ انقلاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لاکر ٹھنڈی چھاؤں میں آرام نہیں فرمایا۔ مستشرقین اور مغربی مؤرخین کی ہرزہ سرائی دیکھیے کہ وہ ہجرت کا ترجمہ کرتے ہیں "FLIGHT TO MADINAH" یعنی "مدینہ کی طرف فرار" ـــ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ہجرت دراصل عنوان ہے

اس کا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور آپؐ کے اعوان و انصار کو اسلامی انقلاب کی تحریک کی پیش قدمی اور اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک مرکز عطا فرما دیا ـــ یہاں آکر آپؐ کو دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں زیادہ وقت لگانے کی ضرورت نہیں تھی۔ مدینہ میں عربی النسل دو بڑے قبیلے اوس و خزرج آباد تھے، جن کے بڑے بڑے سردار اور رؤسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری سے قبل ہی آپؐ پر ایمان لا چکے تھے۔ ان قبیلوں کی عظیم اکثریت بھی مشرف بہ اسلام ہو چکی تھی۔ تین یہودی قبیلے بھی مدینہ آکر آباد ہو گئے تھے۔ لیکن ان کو مالکانِ دہ کی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ نبی اکرمؐ نے مدینہ تشریف لا کر چھ ماہ تک مکہ کی طرف کوئی اقدام نہیں فرمایا بلکہ ان چھ مہینوں کا عرصہ داخلی استحکام پر صرف فرمایا۔

پہلا اور فوری اقدام اقامتِ صلوٰۃ سے متعلق تھا۔ چنانچہ مسجد نبویؐ کی تعمیر کے لئے جگہ کا انتخاب، اس کا حصول اور پھر تعمیر کا آغاز ہوا۔ اس تعمیر کا یہ پہلو ضرور سامنے رکھئے کہ محبوبِ ربّ العلمین سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں بنفسِ نفیس شریک رہے اور آپؐ اپنے دستِ مبارک سے گارا اور پتھر اٹھاتے رہے۔ یوں سمجھئے کہ آپؐ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر میں ایک مزدور اور کارکن کی حیثیت سے حصہ لے کر اپنے آباء و اجداد کی اس سنت کی تجدید فرمائی: وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ ـــ مسجد نبویؐ کی تعمیر کی صورت میں ایک مرکز بن گیا۔ یہ پنجگانہ صلوٰۃ کی ادائیگی کے لئے مسجد بھی تھی۔ یہی درس گاہِ نبوی بھی تھی اور یہی اسلامی حکومت کا دار الشورٰی اور ایوانِ عام بھی تھا۔

دوسرا اقدام جو آپؐ نے فرمایا وہ مہاجرین و انصار میں مؤاخات قائم کرنے کا کام تھا تاکہ مہاجرین مدینہ کی آبادی میں مدغم اور ضم ہو جائیں اور وہ اس معاشرہ میں علیحدہ طبقہ کی حیثیت سے رہنے کے بجائے اس کا جزوِ لاینفک بن جائیں۔ آپؐ نے مہاجرین کے انصار کے ساتھ بالکل سگے بھائیوں کی طرح رشتے کرا دیئے۔ مؤاخات کا یہ معاملہ سیرتِ مطہرہ کا بڑا تابناک اور روشن باب ہے۔ ایسی کوئی دوسری مثال شاید ہی تاریخ سے مل سکے۔

تیسرا اقدام مدینہ کے داخلی استحکام سے متعلق تھا۔ یہودیوں کے جو تین قبیلے مدینہ میں آباد تھے وہ اقلیت میں ہونے کے باوجود بہت بااثر، طاقت ور اور خوش حال تھے مدینہ کے اقتصادی شعبے پر ان کا اپنے سرمائے، تنظیم اور تعلیم کی وجہ سے بڑا گہرا تسلط (HOLD) تھا۔ ان کی قلعہ نما گڑھیاں موجود تھیں جن میں کافی اسلحہ اور ساز و سامان جمع تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دور اندیشی، معاملہ فہمی، فراست اور تدبر کا یہ شاہکار ہے کہ آپؐ نے ان تینوں قبیلوں کو معاہدوں کا پابند بنا لیا۔ ان معاہدوں کے اہم نکات یہ تھے کہ یہود اپنے مذہب پر قائم رہیں گے، ان کے تمام شہری حقوق محفوظ رہیں گے اور اگر کبھی مدینہ پر کسی کی طرف سے حملہ ہوا تو وہ مسلمانوں کے حلیف کی حیثیت سے ساتھ دیں گے یا بالکل غیر جانب دار رہیں گے۔ اگرچہ بعد میں یہود اسلام کی اشاعت، اس کے فروغ اور استحکام کو دیکھ کر انگاروں پر لوٹتے رہے اور پس پردہ ریشہ دوانیاں کرتے رہے، ان کی مشرکینِ مکہ سے بھی ساز باز رہی، لیکن یہ سب کچھ وہ چوری چھپے کرتے رہے۔ وہ علی الاعلان مقابلے میں نہیں آسکتے تھے، چونکہ معاہدے میں جکڑے ہوئے تھے۔

نبئ اکرمؐ کے اقدام کی نوعیت

اب اس بات کو بھی سیرتِ مطہرہ سے جان لیجئے کہ نبی اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم نے مدینہ میں تشریف آوری کے بعد چھ مہینے (ربیع الاوّل تا رمضان المبارک سنہ ۱ھ) داخلی استحکام میں صرف فرما کر، دورانِ سفرِ ہجرت میں مشرکینِ مکہ کے خلاف اقدام کی جو اجازت اس آیت کی رُو سے ملی تھی کہ: "اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا" اس پر کس طور پر عمل فرمایا اور اس کے ضمن میں کیا اقدام فرمائے۔! دیکھئے کوئی بھی نظام ہو، وہ ایک وحدت ہوتا ہے اس کے تمام اجزاء باہم مربوط ہوتے ہیں، اس کی کسی بھی دکھتی ہوئی رگ کو چھیڑنا اس نظام کے لئے چیلنج ہوتا ہے۔ داخلی استحکام سے فارغ ہو کر حضورؐ نے مکہ کے مشرکین کے خلاف آٹھ مہمیں روانہ فرمائیں۔ جن میں سے چار میں نبی اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بنفسِ نفیس سپہ سالار اور قائدِ لشکر تھے۔ حضورؐ جس مہم میں خود شرکت فرمائیں، اسے اسلامی اصطلاح میں 'غزوہ' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ چار غزوات کی قیادت خود حضورؐ نے فرمائی اور چار مہمیں کسی صحابیؓ کو قائد یا سپہ سالار مقرر فرما کر روانہ فرمائیں۔ ایسی مہمات کو جن میں حضورؐ بذاتِ خود شریک نہ ہوں اور کوئی صحابی سپہ سالار یا امیرِ لشکر ہوں 'سرایا' کہا جاتا ہے۔ یہ آٹھوں مہمیں غزوۂ بدر سے قبل کی ہیں۔ ہمارا عام تصوّر یہ ہے کہ آنحضورؐ کا پہلا غزوہ، غزوۂ بدر ہے۔ یقیناً پہلی باقاعدہ جنگ غزوۂ بدر ہی ہے، لیکن غزوۂ بدر سے پہلے جو آٹھ مہمیں بھیجی گئیں ان میں چار غزوات اور چار سرایا کے ذیل میں آتی ہیں۔ ان آٹھ مہموں کے حالات و واقعات کے متعلق ہمارے اکثر سیرت نگاروں اور مؤرخوں نے نہایت ایجاز و اجمال سے کام لیا ہے۔ حالانکہ یہ نبی اکرمؐ

صلّی اللہ علیہ وسلّم کی انقلابی جدّ وجہد کا وہ اہم اور نازک (CRITICAL AND CRUCIAL) مرحلہ ہے جس میں اقدام اور پیش قدمی آپؐ کی جانب سے ہو رہی ہے، یا بالفاظِ دیگر 'صبرِ محض' (PASSIVE RESISTANCE) کا مرحلہ اب 'راست اقدام' (ACTIVE RESISTANCE) میں تبدیل ہو رہا ہے۔ ان ہی آٹھ مہمات کا نتیجہ تھا کہ سانپ بل سے باہر نکلا اور مشرکین مکّہ کا ایک ہزار کا کیل کانٹے سے لیس لشکر میدانِ بدر میں مسلمانوں کے قریباً بے سروسامان تین سو تیرہ جان نثاروں کی نفری سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔

اس اقدام کی غرض وغایت

اب آپ اس راست اقدام کی غرض و غایت سمجھ لیجئے۔ اس کو جدید دور کی دو اصطلاحات سے بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ اصل میں نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ والوں کے خلاف جو اقدام کیا، اس کے دو مقصد سامنے آتے ہیں۔ پہلا مقصد تھا قریش کی "معاشی ناکہ بندی" جسے ہمارے اس دور کی اصطلاح میں "ECONOMIC BLOCKADE" کہا جاتا ہے۔ میں ذکر کر چکا ہوں کہ قریش کی معاشی زندگی کا دار و مدار تجارت پر تھا۔ مکہ اور اس کے اطراف وجوانب کو قرآن نے "بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ" بیان کیا ہے، وہاں کسی نوع کی پیداوار تھی ہی نہیں۔ وہ غذائی اجناس کے لئے باہر کی منڈیوں کے محتاج تھے، جس کے لئے وہ تجارت کیا کرتے تھے، ان کا ایک سفر تجارتی سازوسامان کی خرید و فروخت کے لئے یمن کے ساحل سے شام کے ساحل کی طرف ہوتا تھا، جبکہ دوسرا سفر شام کے ساحل سے مشرقی یورپ اور شام و فلسطین سے سازوسامان خرید کر یمن کے ساحل تک پہنچانے کے لئے ہوتا تھا۔ اس دوطرفہ تجارت کے منافع سے وہ اپنے لئے غذائی اجناس، کپڑے، ظروف اور دیگر ضروریات کی چیزیں خریدتے تھے۔ قریش کے قافلے شام کی طرف بدر کے قریب سے گزرتے، جو مدینہ سے قریباً اسّی میل کے فاصلے پر تھا۔ یمن کی طرف قافلے طائف سے گزر کر جاتے تھے۔ یہ راستہ مدینہ سے قریباً تین سو میل سے بھی زیادہ دور تھا۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ کعبۃ اللہ کی وجہ سے جہاں عرب قبائل کے بُت رکھے ہوئے تھے قریش کو پورے عرب میں مذہبی قیادت و سیادت حاصل تھی۔ چنانچہ دوسرے عرب قبائل اور خاص طور پر بدو جن میں سے اکثر کا پیشہ ہی لوٹ مار تھا، قریش کے قافلوں پر بالکل تاخت نہیں کرتے تھے اور ہر دو اطراف میں ان کے قافلے امن وامان سے آتے جاتے رہتے تھے۔ نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آٹھ مہمیں بھیج کر قریش پر اپنی 'موجودگی' ثابت کر دی اور ان کے دونوں اطراف آنے جانے

والے تجارتی قافلوں کے راستوں کو مخدوش بنا دیا۔ گویا ان کی رگِ جاں کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ جسے میں جدید دور کی اصطلاح کے حوالے سے قریش کی "معاشی ناکہ بندی" سے تعبیر کرتا ہوں۔

ان مہمات کا دوسرا مقصد سیاسی طور پر قریش کو گرد و نواح کے قبائل سے منقطع (ISOLATE) کرنا تھا۔ یعنی مکہ اور مدینہ کے درمیان کے علاقہ میں جو قبائل آباد ہیں یا تو ان کو اپنا حلیف بنا لیا جائے یا ان کو غیر جانب دار کر لیا جائے کہ تم جنگ کی صورت میں نہ ہمارے خلاف قریش کی مدد کرو اور نہ قریش کے خلاف ہمارا ساتھ دو۔ بعض قبائل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس بارہ روز تک قیام بھی فرمایا اور معاہدوں کی گفت و شنید کے ساتھ اسلام کی دعوت بھی پیش فرمائی۔ یہ قبائل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ اخلاق، کریمانہ و مشفقانہ سلوک اور حسنِ تدبیر سے بہت متاثر ہوئے اور اکثر نے حضورؐ کی تجاویز سے اتفاق کرتے ہوئے معاہدے کر لئے۔ سیاسی طور پر یہ آپ کی بڑی زبردست کامیابی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اقدام کو میں دورِ جدید کی اصطلاح کے حوالے سے قریش کے سیاسی رسوخ میں محدودیت اور دوسرے قبائل سے حلیفانہ تعلق کے انقطاع (POLITICAL CONTAMINATION AND ISOLATION) سے تعبیر کرتا ہوں۔

دو اہم واقعات ان آٹھ مہموں کی مختصر روداد پیش کرنے سے قبل میں چاہتا ہوں کہ دو اہم واقعات آپ کو سنا دوں جو اس دوران پیش آئے ۔۔ ایک واقعہ تو ان مہمات کے آغاز سے پہلے کا ہے جب آپؐ داخلی استحکام کی طرف متوجہ تھے۔ ہوا یہ کہ رئیسِ اوس حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ مکہ گئے۔ ابھی تک مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے مابین کھلا اعلان جنگ نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی قابلِ ذکر مسلح جھڑپ ہوئی تھی۔ البتہ قریش کی طرف سے مدینہ والوں کو گاہے گاہے زبانی دھمکیاں دینے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مہاجر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مدینہ سے بے دخل کرنے کے مطالبوں کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت سعدؓ کے امیہ بن خلف سے جو کبھی حضرت بلالؓ کا آقا ہوا کرتا تھا، حلیفانہ تعلقات تھے۔ حضرت سعدؓ نے اس کے یہاں قیام کیا۔ جب حضرت سعدؓ طواف کے لئے حرم شریف گئے تو وہاں ابوجہل سے آمنا سامنا ہو گیا۔ اس نے امیہ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ اس نے جب ان کا تعارف کرایا کہ قبیلہ اوس کے رئیس سعدؓ بن معاذ ہیں تو ابوجہل انؓ کے ساتھ گستاخی سے پیش آیا اور اس نے کہا کہ اگر تم امیہ کے حلیف نہ ہوتے تو تم بچ کر نہیں جا سکتے تھے۔ ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے کہ تم ہمارے دشمنوں اور بے دینوں کو پناہ دو اور خود آ کر بیت اللہ کا طواف کرو ۔۔۔ اس کے نزدیک تو، نعوذ باللہ، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیؓ قریش کے آبائی دین بت پرستی چھوڑنے کے باعث بے دین

ہو گئے تھے ـــــ حضرت سعدؓ نے اسی وقت ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ " اگر تم نے ہم پر طواف بند کیا تو جان لو کہ ہم تمہارے تجارتی راستوں کو روک دیں گے ۔"

دوسرا واقعہ عبداللہ بن اُبَی (جو بعد میں رئیس المنافقین کہلایا) سے متعلق ہے ۔ وہ قبیلۂ خزرج کا بہت بڑا سردار تھا اور اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے سرداروں کی باہمی مشاورت سے اُسے مدینہ کا بادشاہ بنانے کے فیصلے کے بعد اس کے لئے تاج بھی تیار ہو چکا تھا ۔ اب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں بے تاج بادشاہ کی حیثیت سے ورودِ مسعود کے باعث اس کی بادشاہت کے خواب کا آئینہ چکنا چور ہو گیا ۔ وہ ایمان تو لے آیا تھا ، چونکہ دونوں قبیلوں کی عظیم اکثریت ایمان لا چکی تھی ، لیکن بادشاہت کا خواب پریشان ہونے کے سبب سے اس کے دل میں پہلے ہی دن سے نفاق کا جو بیج پڑا ، وہ پروان چڑھتا ہی چلا گیا ۔ اس کے پاس سردارانِ قریش کے خطوط اور پیغامات برابر آ رہے تھے کہ " تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپؐ کے مہاجرینؓ کو مدینہ سے نکال دو ۔ تم کھڑے ہو جاؤ ، تمہیں اقدام کرنا چاہئے ، ہم تمہاری مدد کے لئے لشکر لے کر آنے کے لئے تیار ہیں ، ہمیں تمہارے فیصلے کا انتظار ہے " وغیرہ وغیرہ ـــ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ریشہ دوانیوں سے بے خبر نہیں تھے ۔ آپ آٹھ مہموں کے آغاز سے قبل بنفسِ نفیس چل کر عبداللہ بن اُبی کے پاس اوس و خزرج کے چند بڑے سرداروں کے ساتھ تشریف لے گئے ۔ حالانکہ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ حضورؐ اس کو طلب فرماتے ، لیکن معاملہ چونکہ مصالحِ دین سے متعلق تھا ، لہٰذا مدینہ کے بے تاج بادشاہ ، سرورِ عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود پیش قدمی فرمائی اور ابن ابی کو خالص دنیوی انداز اور دلیل سے سمجھایا کہ " دیکھو تمہارا سارا قبیلہ خزرج اور سارا قبیلہ اوس ایمان لا چکا ہے ، اگر تم نے اس طرح کی کوئی حرکت کی جو ہمارے علم میں آئی ہے تو اچھی طرح سوچ سمجھ لو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا ! تمہیں اپنے بھائیوں کے خلاف جنگ کرنا پڑے گی " ـــــ میں سمجھتا ہوں کہ اسی وجہ سے اُسے کسی موقع پر بھی کسی عملی اقدام کی جرأت نہیں ہوئی ۔ اگرچہ وہ ساری عمر سازشیں اور ریشہ دوانیاں کرتا رہا ، جیسے یہودی کرتے رہے ، لیکن نہ اسے اور نہ ہی یہود کو کبھی بھی کھلم کھلا سامنے آنے کی جرأت ہوئی ۔ پھر میرا یقین ہے کہ نبیٔ اکرمؐ کے اس طرزِ عمل اور اسلوبِ تفہیم سے اوس و خزرج کے ان سرداروں کے دلوں میں جو اس موقع پر آپؐ کے ساتھ تھے ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت ہزاروں گنا مزید راسخ ہو گئی ہو گی ۔

(جاری ہے)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا

اے ہمارے رب، اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو (ان گناہوں پر) ہماری گرفت نہ فرما۔

رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ

اور اے ہمارے رب، ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال جیسا تونے اُن لوگوں پر ڈالا

عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا

جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔

رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ

اور اے ہمارے رب، ایسا بوجھ ہم سے نہ اٹھوا جس کے اُٹھانے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔

وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا

اور ہماری خطاؤں سے درگذر فرما، اور ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔

اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝

توہی ہمارا کارساز ہے۔ پس کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

ہمیں توبہ کی توفیق عطا کرے

ہماری خطاؤں کو اپنی رحمتوں سے ڈھانپ لے

الداعی الی الخیر: میاں عبدالواحد	بھگوان سٹریٹ پرانی انارکلی لاہور

رپورتاژ

ایک خاموش مگر متاثر کن مظاہرہ

اخبارات میں عریانی و فحاشی کے خلاف تنظیم اسلامی کے پہلے مظاہرے کی روداد

(مرتب: حافظ خالد محمود خضر)

اسلام کے نام پر حاصل کیا جانے والا پاکستان آج جس طرح ایک منکرات سے بھرپور معاشرے کی تصویر پیش کر رہا ہے، اس پر ہر درد مند اور باشعور مسلمان کو گہری تشویش ہے۔ ان منکرات میں ایک بہت بڑا منکر بے حیائی، عریانی اور فحاشی ہے اور یہ منقش اژدہا ہماری اخلاقی اقدار کو تیزی سے نگلتا جا رہا ہے۔ اس بے حیائی کی اشاعت میں ہمارے ذرائع ابلاغ خصوصاً ٹیلیویژن اور اخبارات و جرائد نے نہایت ناپسندیدہ کردار ادا کیا ہے۔ اباحیت پسند کاروباری طبقہ اپنی مصنوعات کی فروخت کیلئے عورت کو محض بنا سجا کر ہی نہیں، بلکہ بے لباس کر کے بطور اشتہار استعمال کر رہا ہے۔ اور ہمارے ذرائع ابلاغ اس مذموم اور قابل نفرین کام میں اس کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ آج کی صحافت بجائے خود ایک کاروبار کی صورت اختیار کر گئی ہے اور اس کے ذریعے حرام و حلال کی تمیز کئے بغیر دولت اکٹھی کرنا یار لوگوں کا مقصود و مطلوب بن گیا ہے..... اور حد تو یہ ہے کہ کہ اس حمام میں اسلام پسند قسم کے صحافیوں نے بھی برہنہ ہونا کوئی عیب نہیں جانا، چنانچہ آج ہمارے اچھے اچھے ماہنامے اور ہفت روزے گھٹیا قسم کے اشتہارات کی لعنت سے آلودہ نظر آتے ہیں..... الا ماشاء اللہ..... لیکن فواحش کی اس دوڑ میں سبقت ہمارے اردو روزنامے لے گئے ہیں، جن کے صفحات میں نیم عریاں نسوانی تصاویر پر مشتمل مصنوعات کے اشتہارات کے ساتھ ساتھ لچر قسم کے مخربِ اخلاق فلمی اشتہارات پہلے ہی کچھ کم فتنہ انگیز نہ تھے، کہ اب ایک عرصے سے انہوں نے تقریباً روزانہ ہی رنگین صفحات کے مختلف ایڈیشن شائع کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ یہ رنگین صفحات کم و بیش فلمی و غیر فلمی حیاباختہ عورتوں کی نسوانیت سوز اداؤں کے انداز کی عکاسی کیلئے وقف ہوتے

ہیں۔ اخبارات میں ہر روز ایسی کئی شیطانی تصویریں دینی غیرت و حمیت کا منہ چڑاتی ہیں۔

اخبار ہر شہری کی بنیادی ضرورت ہے اور وہ اسے ملکی و عالمی حالات سے صحیح طور پر آگاہ رہنے کیلئے خریدتا ہے' لیکن اسے اخبار کی صورت میں ایسی (SUGAR COATED) گولی نگلنے پر مجبور کیا جا رہا ہے جو اپنے اندر بے غیرتی اور بے حیائی کا زہر لئے ہوئے ہے' اور نہ معلوم کتنے معصوم ذہن اس زہر سے مسموم ہو رہے ہیں۔ شریف گھرانوں کے سادہ لوح نوجوانوں اور عزت دار بہو بیٹیوں کو گناہ و معصیت کی طرف مائل کرنے والی تصاویر دے کر اور بدنام زمانہ ایکٹریسوں کے جنسی سکینڈلز کی معلومات فراہم کر کے ان کے اخلاق و کردار کو تباہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

بے حیائی اور فحاشی کے اس امڈتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے کی فکر کرنا وقت کی ایک اہم ضرورت ہے' چنانچہ اخبارات کے ذمہ دار حضرات کو ان کی دینی و ملی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کی غرض سے تنظیم اسلامی پاکستان کی طرف سے پر امن' خاموش احتجاجی مظاہروں کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے کا پہلا مظاہرہ ۲۱ رجون بروز بدھ دو روزناموں 'جنگ' اور 'نوائے وقت' کے دفاتر کے سامنے بیک وقت کیا گیا۔ اس مظاہرہ کیلئے دو گروپ تشکیل دیئے گئے تھے۔ روزنامہ 'جنگ' کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کرنے والے گروپ کی قیادت تنظیم اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کی' جبکہ 'نوائے وقت' کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کرنے والے گروپ کے قائد ناظمِ تربیت جناب میاں محمد نعیم صاحب تھے۔

مظاہرے سے متعلق ضروری ہدایات رفقاء کو ایک اجتماع میں پہلے سے دے دی گئی تھیں۔ ہدایات کے مطابق روزنامہ 'جنگ' کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کرنے والے گروپ کے رفقاء کو شملہ پہاڑی کی مسجد میں اور روزنامہ 'نوائے وقت' کے سامنے مظاہرہ کرنے والے حضرات کو تھانہ سول لائنز کی مسجد میں ٹھیک پانچ بجے پہنچنا تھا۔ الحمد للہ رفقاء چار بجے کے بعد ہی شہر کے مختلف حصوں سے مقررہ مساجد میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے اور حسب ہدایت پانچ بجے تک تمام رفقاء پہنچ چکے تھے۔ آج رفقاء کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے' کیونکہ آج انہیں اپنے رب کی رضا کے حصول کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی حکم پر عمل کرنے کی توفیق اسی کی بارگاہ سے حاصل ہو رہی تھی۔ انہیں احساس تھا کہ ابھی ان کے ہاتھ اس قدر مضبوط نہیں ہیں کہ وہ منکر کی گردن دبوچ سکیں۔ لیکن اتنے ناتواں بھی نہیں کہ احتجاجی

تحریروں کے آئینے اٹھا کر منکر کو اس کی مکروہ شکل بھی نہ دکھا سکیں۔ آج وہ اس لئے بھی خوش تھے کہ انہوں نے 'منہج انقلابِ نبویؐ' کے جن مراحل کو سیرت نبویؐ کی روشنی میں سمجھا تھا' انہیں اس کے ابتدائی مرحلے پر عملی طور پر چلنے کی سعادت حاصل ہو رہی تھی۔

نماز عصر با جماعت ادا کرنے کے بعد رفقاء کو ضروری ہدایات کی یاد دہانی کرائی گئی۔ ان ہدایات میں اہم ہدایات یہ تھیں کہ مظاہرے کے دوران رفقاء آپس میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے' اپنی نگاہیں نیچی رکھتے ہوئے ذکر اللہ میں مصروف رہیں گے' کسی بھی صورت میں نعرہ بازی یا اشتعال انگیزی اختیار نہیں کریں گے اور ان پر اگر کوئی آوازے کسے تب بھی اس کا جواب نہیں دیں گے۔ اس کے بعد رفقاء کو بینرز اور کتبے (PLACARDS) دیئے گئے اور یہ بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق بڑے باوقار انداز میں روانہ ہوئے۔ بینر یا کتبہ اٹھانے کی خواہش ہر رفیق کے دل میں تھی' لیکن نظم کی ہدایت کے مطابق ہر کتبہ کے بعد تین رفقاء کو بغیر کتبہ کے چلنا تھا۔ ہر دو گروپ اپنے اپنے مقررہ ہدف پر پہنچ کر رک گئے۔ اور ہر دو مقامات پر حسب ہدایت خاموش مظاہرہ کیا گیا۔ اخبارات کے دفاتر کی حفاظت اور مظاہرین سے "نمٹنے" کیلئے دونوں جگہ پولیس کی بھاری جمعیت موجود تھی...... لیکن پولیس اور عوام کیلئے یہ مظاہرہ نہایت حیران کن تھا۔ ایک ایسا مظاہرہ جس میں ٹریفک رکی نہ شیشے ٹوٹے' نعرے بازی ہوئی' نہ خشت باری۔ کسی کا پتلا جلایا گیا نہ گالی دی گئی۔ پولیس کے ساتھ آنکھ مچولی ہوئی' نہ پکڑ دھکڑ اور ہنگامۂ ہاؤ ہو! نہ لڈی' نہ ڈانس' نہ تالیاں...... عجیب مظاہرہ تھا' پولیس والے انگشت بدنداں تھے کہ کبھی کسی احتجاجی مظاہرے میں ایسا مثالی نظم و نسق انہوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا۔ 'جنگ' کے دفتر کے سامنے ایک پولیس والے نے اور 'نوائے وقت' کے دفتر کے سامنے ایک اخباری رپورٹر نے ایک ہی بات کہی کہ احتجاج کے طور پر ایک آدھ اخبار ہی نذرِ آتش کر دیں...... لیکن ان مظاہرین کو اپنے نظم کی طرف سے ایسی کسی کارروائی کی اجازت نہ تھی۔ مظاہرین میں ایک بڑی تعداد کالجوں اور یونیورسٹیوں سے پڑھے ہوئے اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات کی تھی' جو ایک نظم کے پابند ہو کر اپنے جذبات کو سینوں میں تھامے ساکت وصامت کھڑے تھے۔ یہ پرامن' خاموش مظاہرہ چونکہ عریانی و فحاشی اور بے غیرتی و بے حیائی کے مہلک جراثیم گھر گھر پہنچانے والے اداروں کے سامنے کیا جا رہا تھا' لہٰذا بینرز اور کتبوں پر فحاشی و عریانی کی مذمت پر مشتمل اس طرح کی عبارتیں درج تھیں:۔

☆...... اللہ منع کرتا ہے ہر نوع کے فحش کام اور منکرات سے (القرآن)

☆...... یقیناً جو لوگ مسلمانوں میں فواحش کی اشاعت کرنا چاہتے ہیں' ان کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے! (القرآن)

☆...... ہم سیاست' معیشت اور معاشرت کے ساتھ ساتھ اندازِ صحافت بھی بدلنا چاہتے ہیں۔ (تنظیم اسلامی)

☆...... خدارا ادب و ثقافت کے نام پر بے حیائی پھیلانے سے باز آجاؤ۔

☆...... بے پردگی و عریانی اس دور کا عظیم فتنہ ہے۔

☆...... خدا کیلئے آزادیٔ نسواں کے نام پر عورت کی تذلیل مت کرو'

☆...... عورت کی تصویر کو تجارت کا ذریعہ بنا کر اپنی آخرت برباد مت کرو۔

☆...... مستورات کو مستور ہی رہنے دو' انہیں شمع محفل نہ بناؤ۔

☆...... فحاشی و عریانی پھیلانے والے اسلام کے کھلے دشمن ہیں۔

☆...... خدا کیلئے غور کرو!

کیا عریانی و فحاشی صحافت کا لازمی جزو ہے؟

☆...... بے پردگی اور فحاشی پھیلانا قوم فروشی کے مترادف ہے۔

☆...... فحاشی و عریانی کی اشاعت شیطانی کام ہے!

☆...... خدارا' بے پردگی اور فحاشی پھیلانے کی بجائے نوجوانوں کی فکری رہنمائی کی طرف توجہ دو!

☆...... بے پردگی اور فحاشی کی اشاعت کی بجائے نظریۂ پاکستان کو فروغ دیا جائے۔

☆...... فحاشی و عریانی کو فروغ دینے والے ملک و ملت کے دشمن ہیں۔

☆...... قرآن ہمیں نیکیوں میں مسابقت کا حکم دیتا ہے' لیکن ہمارے اخبارات و جرائد فحاشی و عریانی کی دوڑ میں شریک ہیں۔

☆...... ہم ایسی صحافت سے اعلانِ بیزاری کرتے ہیں جس کی عمارت فلموں کے فحش اشتہارات کی کج بنیادوں پر استوار کی گئی ہو۔

☆...... اخبارات کا کردار تعمیری اور تعلیمی ہونا چاہئے

فحاشی و عریانی کی دوڑ میں وہ اپنا کردار فراموش کر چکے ہیں۔

☆...... خدارا فحاشی و عریانی بند کرو

یہ دین و شریعت کی کھلی خلاف ورزی ہے

یہ احتجاجی مظاہرہ جو دراصل ایک منکر کے خلاف پرامن یلغار (PEACEFUL OFFENCE) کا آغاز تھا' دونوں اخبارات کے دفاتر کے سامنے ایک ہی وقت میں جاری رہا...... 'جنگ' کی مرمریں دیواروں کے سامنے سڑک کے دوسری طرف تنظیم اسلامی کے رفقاء ایک صف میں کندھے سے کندھا ملائے آہنی دیوار کی مانند کھڑے تھے۔ اس صف میں ہر چوتھے رفیق کے پاس پلے کارڈ تھا' جسے اس نے اپنے سر سے بلند کر کے اٹھا رکھا تھا۔ ان سے آگے ایک صف ان رفقاء کی تھی جن کے پاس بینرز تھے، جن کو انہوں نے سینوں کے برابر بلند کر رکھا تھا۔ نوائے وقت کے دفتر کے سامنے رفقاء کو چار گروپوں میں تقسیم کر کے کھڑا کیا گیا تھا۔

مظاہرہ کے دوران "اخبارات و جرائد میں عریانی و فحاشی کے خلاف ایک دردمندانہ اپیل" کے عنوان سے ایک دوورقہ بڑی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ مظاہرے کے آغاز سے قبل خود رفقاء کو اس دوورقہ کا اجتماعی مطالعہ کروا دیا گیا تھا۔ یہ دوورقہ درج ذیل عبارت پر مشتمل تھا۔

اخبارات و جرائد میں فحاشی و عُریانی کے خلاف
ایک دردمندانہ اپیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنظیم اسلامی پاکستان ہر طرح کی سیاسی' گروہی اور مسلکی مصلحتوں سے بالاتر رہتے ہوئے محض رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر اور اتمام حجت کی غرض سے اخبارات و جرائد کے معزز مالکوں' مؤقر مدیروں' مشتہرین اور عام مسلمانوں سے درخواست کرتی ہے کہ بے پردگی' ——— عریانی اور فحاشی کے اس امڈتے سیلاب پر بند باندھنے کی فکر کریں جو آخر کار قوم کو بہا کر لے جائے گا۔

سادہ سے سادہ اور شعوری یا غیر شعوری بے عملی کا شکار مسلمان بھی اتنی بات ضرور جانتا ہے کہ ہمارا دین یعنی اللہ کی وہ نعمت جو ہمیں کوئی زحمت اٹھائے بغیر گھر بیٹھے مل گئی ہے' ماؤں بہنوں اور بیٹیوں کو چراغ خانہ بنانا چاہتا ہے' شمع محفل نہیں۔ وہ "مستورات" ہیں یعنی چھپائی جانی والی متاع' 'مکشوفات' نہیں کہ منظر عام پر لائی جائیں۔ مسائل اور احکام کو جانے دیجئے' کسے معلوم نہیں کہ خواتین کے بارے میں ہمارا موجودہ طرزِ عمل اور خود خواتین کا شوق خود نمائی نہ صرف اسلام کے مزاج

کے خلاف ہے بلکہ مشرقی تہذیب میں بھی اس کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

ہمیں اپنی شامتِ اعمال نے اگر دین و مذہب سے بیگانہ کر دیا ہے تو کیا مغرب کے انجام سے بھی عبرت نہ پکڑیں گے جہاں عیّار مرد نے عورت کو اپنی ہوسناکی کا شکار بنائے رکھنے کے لئے بازار کی جنس بنادیا' اس کے لباسِ تقدس کو تار تار کیا' آرٹ اور فنون لطیفہ کے نام پر اس کے جسم کی نمائش کی' رسائل و جرائد کو سجانے کے لئے اور اشیاء صرف بیچنے کی غرض سے اس کے ملکوتی حسن کو سات رنگوں سے داغدار کیا۔ کیا شاعر مشرق اور حکیم الامت علامہ اقبال علیہ رحمتہ کی اس تنبیہ کا مخاطب ہم خود بننا چاہتے ہیں جو انہوں نے مغرب کو دی تھی کہ ؎

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا' ـــــــ ناپائیدار ہو گا

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو۔ بے حجابی' عریانی اور فحاشی کو عام کر کے اس کے عذاب کو دعوت نہ دو جو کسی اور شکل میں نہ بھی آئے تو بے شرمی' بے غیرتی اور سکونِ قلب سے محرومی کا روپ دھار کر قوم کی رگ و پے میں سماہی رہا ہے۔ یاد رکھو کہ حسن کی یہ بے حجابی اور جلووں کی یہ فراوانی تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں پہنچاتی' دلوں کو آسودگی سے ہمکنار نہیں کرتی' قلب و نظر کو تشنگی کی آگ میں جھونک دیتی اور ہوس کی نہ بجھنے والی پیاس میں مبتلا کر دیتی ہے' کیا آج کا انسان اسی کیفیت سے دوچار نہیں ہے؟۔ اخبارات و رسائل' اشتہارات اور پوسٹروں میں شائع ہونے والی دعوت گناہ دیتی تصاویر فطری جذبے کی تسکین نہیں کرتیں' اسے ہیجان میں مبتلا کر دیتی ہیں اور ہماری نئی نسل کے ناپختہ ذہنوں کو غلاظت کے سنڈاس میں تبدیل کر رہی ہیں۔ معصوم بچیوں کو درندگی کا نشانہ بنانے والوں اور قبر سے نکال کر نوجوان لڑکی کی لاش کی بے حرمتی کرنے والے کو برسرِعام پھانسی کی سزا کا مطالبہ کرنے والو ذرا تو سوچو' ان سنگین اور ننگ انسانیت جرائم کا ارتکاب کرنے والے بڑے مجرم ہیں یا وہ لوگ جو نوجوانوں کے سفلی جذبات کو بھڑکاتے ہیں۔

ہم تو وہ خوش نصیب لوگ ہیں جن کی خواتین کے لئے رشک اور تقلید کے لئے ایک سے بڑھ کر ایک نمونہ موجود ہے۔ ہاجرہؑ' آسیہؑ' مریمؑ' خدیجہ الکبریٰؓ' عائشہ صدیقہؓ' فاطمہ زہراؓ' زینبؓ ..... کس کس کا نام لیا جائے ـــــــ کبھی کبھار محض اجر و ثواب کے لئے ان کا ذکر کر کے اگر صفحے کے صفحے اداکاراؤں' ماڈلوں اور آبرو باختہ عورتوں کی اداؤں سے رنگین کئے جائیں تو قوم کی بیٹیاں کسے اپنا "آئیڈیل" بنائیں گی؟۔ اس سوال کا جواب موجودہ حالات میں تو مشکل نہیں جب دین و مذہب کی

قدریں کمزور پڑتی جارہی ہیں اور خواہشاتِ نفس کا منہ زور گھوڑا کسی بھی سوار کے بس میں نہیں۔ الّا ماشاءاللہ۔

ہمارے معاشرے کی اخلاقیات کے ڈھانچے کو سینما' ویڈیو اور ٹیلی ویژن کی دیمک چاٹ رہی ہے' سو الگ۔ کم سے کم اخبارات و رسائل ہی اپنا فرض پہچانیں اور ان کے کام کو آسان بنانے کی بجائے درد مند مسلمانوں کی خاموش اکثریت کو ساتھ لے کر فحاشی و عریانی کی لعنت کا مقابلہ کریں۔ ہمارا مطالبہ نہیں' مخلصانہ درخواست ہے۔ زبردستی نہیں' ہمدردانہ مشورہ ہے کہ قومی اخبارات ان لعنتوں کے خلاف جہاد میں پہل کرنے کی سعادت سے بہرہ مند ہوں' اپنے صفحات کو آلائشوں سے پاک کریں اور باخبری کے خواہشمندوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا چھوڑ دیں جو اخبار خبروں کے لئے خریدتے ہیں تو ساتھ ہی بے حیائی کا طوفان بدتمیزی بھی ان کے گھروں میں داخل ہو جاتا ہے۔

اخبارات و جرائد کے قارئین بھی معاشرے کے اجتماعی ضمیر کی ترجمانی کرتے ہوئے ان کے ناشروں اور مرتب کرنے والوں کو ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعے توجہ دلائیں کہ نت نئے رنگین ایڈیشن چھاپ کر وہ ایک طرف روز بروز مہنگے ہوتے کاغذ کو ضائع کر رہے ہیں جس پر قومی وسائل سے قیمتی زرمبادلہ صرف ہوتا ہے اور دوسری طرف اپنے قارئین کے خرچ میں حالیہ مہنگائی کے باعث اضافہ کا باعث بھی بنیں گے۔

بے ضرورت رنگینی کو اگر ختم کر دیا جائے تو اخبارات اپنی قیمت بڑھانے کی بجائے کم کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ اس حقیقت کی طرف بھی ان کی توجہ مبذول کرانے کی ضرورت ہے کہ خود ہمارے ملک میں انگریزی اخبارات اب تک اس لعنت سے بچے ہوئے ہیں حالانکہ وہ اگر اس میں ملوث ہو جائیں تب بھی عوام الناس کا بڑا حصہ اس کے ضرر سے محفوظ رہ سکتا ہے کیونکہ ان کی رسائی ایک محدود طبقے تک ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ "شوبزنس" اور فیشن وغیرہ پر نکلنے والے بے شمار رسائل و جرائد کی موجودگی میں اخبارات بے حجابی' بے حیائی اور مادر پدر آزادی کے جدید رجحانات کو اپنے صفحات میں جگہ دینے پر کیوں مجبور ہیں۔ وہ قوم کو ملکی اور بین الاقوامی حالات سے باخبر رکھنے' صورت حال کے تجزیہ اور لوگوں کی رہنمائی میں ہی اپنی صلاحیتیں صرف کریں تو اپنے فرائض سے کماحقہ عہدہ برآ ہو جائیں گے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی وہ خبروں کے لئے اخبار خریدیں گے اور اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لئے مخصوص رسائل و جرائد۔

ہمارا دین' دین فطرت ہے۔ اس میں شراب پینا اگر حرام ہے تو اس کی تیاری اور خرید و فروخت بھی یکساں حرام ہے۔ بے پردگی' فحاشی' عریانی اور بے حیائی جتنی بڑی لعنتیں ہیں' ان کی نشر و اشاعت بھی کم قابل گرفت نہیں۔ قلم و قرطاس کے دھنی بھائیو! ذرا سے اضافی دنیاوی فائدے کے لئے اپنی عاقبت برباد نہ کرو۔ اب تک جو ہوا' اس پر اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائیں اب توبہ کیجئے' سب دردمند مسلمان بھی آپ کی مغفرت اور رزق میں کشادگی کی دعا کریں گے۔ ہر روز رنگین صفحات بڑھ کر اپنے پھیلاؤ اور خریداروں کے بوجھ میں اضافہ نہ کیجئے۔ یہ فالتو بیگار آپ لوگوں نے خود اپنے آپ پر ڈالی ہے۔ دنیا بھر میں سادہ اخبارات چھپتے اور بکتے ہیں جنہیں لوگ تصویروں کے لئے نہیں' خبروں اور تبصروں کے لئے خریدتے اور پڑھتے ہیں۔ یہاں بھی چند سال پہلے تک یہی رواج تھا۔ خدارا اسی طرف لوٹ جایئے جہاں سے چلے تھے۔ وقت تیزی سے گزر رہا ہے اور اس موڑ سے آگے نکل آیا ہے جس کی پیشینگوئی حکیم الامت نے ان الفاظ میں فرمائی تھی :-

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی' نہ زن اوٹ چاہے گی

وہ دن تو آگیا' اب کس قیامت کا انتظار ہے؟

دونوں مقامات پر مظاہرہ کے قائدین نے اخبارات کے ذمہ دار حضرات سے ملاقات کر کے انہیں عرض داشتیں بھی پیش کیں۔ دونوں عرض داشتوں کا مرکزی مضمون اگرچہ ایک ہی تھا' لیکن ان کی عبارتوں میں فرق تھا۔ 'نوائے وقت' کو پیش کی جانے والی عرض داشت میں اس اخبار کے تابناک ماضی کا حوالہ دے کر موجودہ حالات میں اس پر عائد ہونے والی اضافی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا تھا۔ اس عرض داشت کی عبارت ذیل میں دی جا رہی ہے۔

محترم و مکرم جناب مدیر روزنامہ نوائے وقت لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تنظیم اسلامی پاکستان کے رفقاء و احباب آپ کی توجہ ملکی صحافت کے اس روز افزوں رجحان کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جس کے نتیجہ میں بے پردگی' عریانی اور فحاشی کا ایک سیلابِ بلاخیز امڈتا چلا آرہا ہے۔ اخبارات و رسائل دن بدن گناہ و معصیت کی طرف مائل کرنے والی تصاویر سے مزید آلودہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اخبارات کے رنگین صفحات

بالعموم اداکاراؤں ' ماڈلوں اور آبروباختہ عورتوں کی اداؤں کے انداز کی عکاسی کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ سفلی جذبات کی اس انگیخت سے قوم کی رہی سہی اخلاقی اقدار کا بھی دیوالیہ نکلتا چلا جارہا ہے۔ بالخصوص نئی نسل کے ناپختہ ذہن اس غلاظت کے زہر سے اس قدر مسموم ہوتے چلے جارہے ہیں کہ اسلامی اقدار ہی نہیں ' بنیادی انسانی اخلاقیات اور شرافت و نجابت کا مستقبل بھی تاریک نظر آرہا ہے۔

اخبار ہر شہری کی ایک ضرورت ہے۔ حالات کا صحیح علم اور اصحابِ فکرونظر کے تجزیوں اور تبصروں سے آگاہی ملک و ملت کے ہر بہی خواہ اور باشعور فرد کی ناگزیر ضرورت ہے اور اس اعتبار سے گھریلو خواتین اور بچے بچیاں بھی اس ضرورت سے مستغنی نہیں ہیں۔ اخبارات میں شامل غیر شریفانہ بلکہ مخربِ اخلاق فلمی اشتہارات کی وجہ سے پہلے ہی نہایت تکلیف دہ اور اذیت ناک صورتحال سے سامنا تھا' لیکن اب قومی روزناموں نے اپنے قیمتی صفحات میں نسوانی تصاویر کی رنگین عکاسی میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا جو سلسلہ شروع کر دیا ہے وہ مزید اذیت کا باعث ہے۔ یہ غارت گرِ دین و ایمان روّیہ نہ صرف ہمارے اخلاقی ڈھانچے کو منہدم کر رہا ہے بلکہ اس سے ہماری ملکی و ملّی اور تہذیبی و ثقافتی روایات بھی پامال ہورہی ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اخبارات بے حجابی ' بے حیائی اور مادر پدر آزادی کے رجحانات کو گھر کی چاردیواری کے اندر تک فروغ دے کر ملک و ملّت کی جڑیں کھودرہے ہیں۔

ہماری آپ سے دردمندانہ اپیل ہے کہ قوم کی حالت پر رحم کھاتے ہوئے اپنے مؤقر اخبار میں نسوانی تصاویر کی اس بے جا نمائش کے سلسلہ کو روک دیں۔ اس ضمن میں "نوائےوقت" پر اضافی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ اخبار ہماری ملّی اقدار کا امین رہا ہے۔ تحریکِ پاکستان کا یہ نقیب علامہ اقبال مرحوم کے افکار و نظریات کا پاسبان بھی ہے...... فحش اور مخربِ اخلاق مواد کی اشاعت کے بارے میں اس کا نقطۂ نظر واضح رہا ہے اور اس کے دورِ اول میں اس کی پابندی ہوئی ہے۔ نوائےوقت کے شمارہ مورخہ ۳ر نومبر ۱۹۴۹ء کے ایک تراشے کی فوٹو کاپی منسلک ہے جس میں فحش اشتہارات کے حامل اخبارات کو "گھر میں سانپ" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ سے گزارش کی جاتی ہے کہ آج خود اپنے اخبار کو اس نوعیت کا سانپ نہ بنائیں اور اپنی دورِ اول میں متعین کردہ پالیسی کی جانب رجوع کریں۔ آپ کی جانب سے اس سلسلہ میں پیش قدمی سے یقیناً آپ کی عزت و توقیر میں اضافہ ہوگا ' اخبار کی اشاعت بھی مزید ترقی کرے گی اور آپ اللہ کے ہاں بھی اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

والسلام

میاں محمد نعیم

ناظم تربیت تنظیم اسلامی پاکستان

اس عرض داشت میں 'نوائے وقت' کے جس منسلکہ تراشے کا ذکر کیا گیا ہے' وہ قارئینِ میثاق کی دلچسپی کیلئے شاملِ اشاعت کیا جا رہا ہے۔ قارئین اسے دیکھ کر خود اندازہ فرمالیں کہ اس اخبار نے چالیس سال کے اندر کس سمت میں کتنا سفر طے کیا ہے...... اور اب حالات کا تقاضا ہے کہ یہ ع "دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تُو" کے مصداق اپنے دورِ اوّل کی پالیسی کی طرف مراجعت کرے۔

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

جلد ۱۱ ... نمبر ۲۹

گھر میں سانپ

کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے گھر میں سانپ آگھسے موجودہ زمانہ بیداری کا زمانہ ہے۔ آپ کی طرح آپ کے گھر کی خواتین اور لڑکے لڑکیاں بھی حالاتِ حاضرہ سے باخبر رہنا چاہتے ہیں۔ مگر اپنا اخبار گھر میں لے جاتے ہوئے اس طرح جھجکتے ہیں۔ گویا سانپ آپ کے گھر میں آگھسے گا اس لئے کہ اس اخبار میں گندے فحش اور مخرب اخلاق اشتہار ہوتے ہیں اور آپ نہیں چاہتے کہ یہ اشتہار آپ کے بچوں کی نظر سے گزریں۔ مگر اس کا یہ علاج تو نہیں۔ کہ آپ انہیں اخبار کے مطالعہ ہی سے محروم رکھیں۔ آپ ایسا اخبار پڑھیئے۔ جس میں کوئی فحش اشتہار کسی قیمت پر بھی نہ چھپ سکتا ہو۔

نوائے وقت ہی ایک ایسا اخبار ہے

اور اسی وجہ سے ہر شریف گھرانے میں پڑھا جاتا ہے

مغرب کی اذان سے کچھ پہلے رفقاء کو واپس چلنے کی ہدایت کی گئی' چنانچہ دونوں گروپ بڑے منظم انداز میں اُنہی دونوں مساجد کی طرف واپس لوٹے' جہاں سے انہوں نے مظاہرہ کا آغاز کیا تھا۔ دونوں مساجد میں پہنچ کر رفقاء نے رب ذوالجلال کا شکریہ ادا کیا' جس نے انہیں منکرات سے بھرپور معاشرے میں "نہی عن المنکر" کی ایک کوشش کی توفیق ارزانی فرمائی۔ دونوں گروپوں کے قائدین...... ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور میاں محمد نعیم صاحب...... نے

اپنے اپنے گروپ کے رفقاء کا شکریہ ادا کیا اور مثالی نظم وضبط پر اطمینان کا اظہار کیا۔ دعا کے بعد یہ مظاہرہ اختتام پذیر ہوا۔

دوسرے روز یعنی جمعرات ۲۲ر جون کو اس مظاہرہ کی خبر 'نوائے وقت' اور 'پاکستان ٹائمز' میں شائع ہوئی۔ 'نوائے وقت' نے مینگنیاں ڈال کر دودھ دینے والی بکری کی طرح یہ ستم ظریفی بھی کی کہ اخبارات میں نسوانی تصاویر کی اشاعت کے خلاف ہونے والے مظاہرے کی خبر اور تصویر ایک فلمی اداکارہ کی تصویر کے زیر سایہ شائع کی۔ 'پاکستان ٹائمز' میں شائع ہونے والی خبر خاصی متوازن تھی' اگرچہ اس میں تنظیم اسلامی کیلئے دو جگہ 'ٹی آئی' کے بجائے سہواً 'جے آئی' چھپ گیا تھا۔ 'جنگ' کے صفحات سے اس مظاہرہ کی خبر اس طرح غائب تھی جیسے "گدھے کے سر سے سینگ"۔ اس اخبار نے عین اپنی ناک کے نیچے ہونے والے اس مظاہرے سے اس طرح غضِّ بصر کیا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ اور واقعتاً کچھ ہوا بھی نہیں تھا۔ اخبار کے دفتر کے شیشے ٹوٹے' نہ فرنیچر کو آگ لگی اور نہ ہی مشینری برباد ہوئی۔ اگر اس طرح کا کچھ ہوا ہوتا تو یقیناً 'جنگ' اس پر واویلا بھی کرتا اور خبر بھی بنتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے قارئین کو اپنے دفتر کے سامنے ہونے والے ایک واقعے کی خبر سے محروم رکھ کر صحافیانہ بددیانتی اور خیانت کا مظاہرہ کیا گیا۔

اگلے روز جمعہ ۲۳ر جون کو امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے مسجد دارالسّلام باغ جناح میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام اور دینی جماعتوں سے اپیل کی کہ وہ بھی عریانی و فحاشی کی اشاعت کے خلاف مؤثر آواز بلند کریں اور عوام کو بیدار کریں تاکہ اگر کوئی ادارہ اس میدان میں آگے بڑھنا چاہے تو وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کرے۔ امیر محترم نے کہا کہ اب ہم اس مسئلے کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' اس کیلئے ہم رائے عامہ کو بیدار کریں گے اور پھر اخبارات کیلئے اس روش کو برقرار رکھنا اتنا آسان نہیں رہے گا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اس سلسلے کا اگلا خاموش مظاہرہ ۲ر جولائی بروز اتوار نماز عصر کے بعد انہی دو اخبارات کے دفاتر کے سامنے کیا جائے گا۔ امیر محترم نے اعلان کیا کہ یہ مظاہرہ تنظیم اسلامی کے رفقاء تک محدود نہیں ہو گا بلکہ اس میں وہ دیگر احباب بھی شریک ہو سکتے ہیں' جو اس منکر کو ختم کرنے کے آرزومند ہوں۔ انہوں نے حاضرینِ جمعہ سے بھی اپیل کی کہ وہ نظم وضبط کی پابندی کے ساتھ اس پرامن مظاہرے میں شریک ہوں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جو حضرات اس طرح کے مظاہروں میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہیں انہیں اپنے گھروں میں پردے کے

اسلامی احکام پر عمل کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ امیر محترم کے اس خطاب جمعہ کی اخباری رپورٹنگ کے عکس سطورِ ذیل میں دئے جا رہے ہیں :

روزنامہ جنگ لاہور (2) 24/جون 1989ء

فحاشی اور عریانی کیخلاف رائے عامہ کو بیدار کیا جائیگا

اخبارات یہ زہر زبردستی ہمارے گھروں میں پہنچا رہے ہیں : ڈاکٹر اسرار احمد

لاہور (پ ر) امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ ہماری دینی جماعتوں نے معاشرے کی اصلاح اور بھلائی کے تمام کاموں کو پس پشت ڈال کر اپنی ساری توجہ اقتدار اور حکومت حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگا رکھی ہے حالانکہ پاکستان کے موجودہ سیاسی ڈھانچے میں دینی جماعتوں کے برسراقتدار آنے کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک معاشرے کی سیاسی قوت کی بنیاد سرمایہ داری اور جاگیرداری پر ہے اس وقت تک کوئی دوسرا طبقہ انتخابات کے ذریعے برسراقتدار نہیں آسکتا۔ باغ جناح میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے امیر نے کہا کہ ہمارے عوام کی دینی حمیت مردہ نہیں ہوئی۔ اسے بیدار کر کے عوامی دباؤ کے ذریعے خیر اور بھلائی کے بہت سے کام کئے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ تنظیم اسلامی نے اردو کی روزنامہ صحافت سے عریانی اور فحاشی کے خاتمے کیلئے ایک مہم کا آغاز کیا ہے کیونکہ یہ وہ زہر ہے جو روزانہ زبردستی ہمارے گھروں میں پہنچایا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہماری اخلاقی قدروں اور خاندانی نظام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے گزشتہ بدھ کو ملک کے دو بڑے اخبارات کے دفاتر کے سامنے خاموش مظاہرہ کیا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ علماء کرام اور دینی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس مسئلے پر آواز اٹھائیں اور عوام کو بیدار کریں تاکہ اگر کوئی ادارہ اس میدان میں آگے بڑھنا چاہے تو وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کرے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اب ہم اس مسئلے کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ہم رائے عامہ کو بیدار کریں گے اور پھر اخبارات کیلئے اس روش کو برقرار رکھنا اتنا آسان نہیں رہے گا۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اس سلسلے کا اگلا خاموش مظاہرہ 2 جولائی بروز اتوار نماز عصر کے بعد دو بڑے اخبارات کے دفاتر کے سامنے کیا جائے گا۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۴ جون ۸۹ء

دینی جماعتوں نے تمام توجہ اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگا رکھی ہے

عوامی دباؤ کے ذریعے خیر اور بھلائی کے بہت سے کام کئے جاسکتے ہیں ڈاکٹر اسرار

لاہور ۲۳ جون (پ ر) امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا ہے کہ ہماری دینی جماعتوں نے معاشرے کی اصلاح اور بھلائی کے تمام کاموں کو پس پشت ڈال کر اپنی ساری توجہ اقتدار اور حکومت حاصل کرنے کی جدوجہد میں لگا رکھی ہے۔ حالانکہ پاکستان کے موجودہ سیاسی ڈھانچے میں دینی جماعتوں کے برسراقتدار آنے کا کوئی امکان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب تک معاشرے کی سیاسی قوت کی بنیاد سرمایہ داری اور جاگیرداری پر ہے اس وقت تک کوئی دوسرا طبقہ انتخابات کے ذریعے برسراقتدار نہیں آسکتا۔ باغ جناح میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے تنظیم اسلامی کے امیر نے کہا کہ ہمارے عوام کی دینی حمیت مردہ نہیں ہوئی' اسے بیدار کر کے عوامی دباؤ کے ذریعے خیر اور بھلائی کے بہت سے کام کئے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ تنظیم اسلامی نے اردو کی روزنامہ صحافت سے عریانی اور فحاشی کے خاتمے کے لئے ایک مہم کا آغاز کیا ہے کیونکہ یہ وہ زہر ہے جو روزانہ زبردستی ہمارے گھروں میں پہنچایا جارہا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہماری اخلاقی قدروں اور خاندانی نظام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے گزشتہ بدھ کو ملک کے دو بڑے اخبارات "جنگ" اور "نوائے وقت" کے دفاتر کے سامنے خاموش مظاہرہ کیا تھا مگر "جنگ" اخبار نے صحافیانہ بددیانتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے قارئین کو اپنے دفتر کے سامنے ہونے والے ایک واقعے کی خبر سے بھی محروم رکھا۔ ڈاکٹر اسرار نے کہا کہ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس حقیقت کی نشاندہی کرنا پڑ رہی ہے کہ عریانی و فحاشی پھیلانے اور بھارتی ایکٹرسوں کے جنسی سکینڈلوں پر مبنی فیچر کہانیاں اور خبریں چھاپنے میں "جنگ" دوسرے اخبارات سے بہت آگے ہے۔ "جنگ" لاہور نے اس میدان میں پیش قدمی کر کے دوسرے اداروں کو بھی یہ روش اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ علمائے کرام اور دینی جماعتوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس مسئلے پر آواز اٹھائیں اور عوام کو بیدار کریں تاکہ اگر کوئی ادارہ اس میدان میں آگے بڑھنا چاہے تو وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کرے۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ اب ہم اس مسئلے کو لے کر اٹھ کھڑے ہوئے ہیں' ہم رائے عامہ کو بیدار کریں گے اور پھر اخبارات کے لئے اس روش کو برقرار رکھنا اتنا آسان نہیں رہے گا انہوں نے اعلان کیا کہ اس سلسلے کا اگلا خاموش مظاہرہ ۲ جولائی بروز اتوار نماز عصر کے بعد دونوں اخبارات کے دفاتر کے سامنے کیا جائیگا

DAWN

Karachi Sunday June 25, 1989

Dr Israr's call to reform society

Dawn Lahore Bureau

LAHORE, June 24: Amir Tanzeem-i-Islam, Dr Israr Ahmad, has said that under the present political structure of the country there was no chance for religious parties to come into power.

Addressing a Juma congregation at Bagh-i-Jinnah here Friday, Dr Israr Ahmad said that instead of paying attention to reformation of society, the religious parties were devoting all energies on gaining power.

As long as the base of political power in the country remains capitalism and Jagirdari no other group could gain power through elections, he emphasised.

His Tanzeem, he said, had started an anti-obscenity campaign, as it was causing irreparable loss to our moral values and family system. He called upon Ulema and religious parties to raise voice against it to arouse awareness among the people. He announced that the second silent protest of the campaign would be staged on July 2 after Asr prayers in front of the offices of two lea[illegible]g Urdu dailies. He also appealed [illegible] Muslims to join [illegible] in the [illegible]

The Pakistan Times, Saturday, June 24, 1989

Women exposure in newspapers lamented

BY A STAFF REPORTER

LAHORE — Underscoring the need for exerting pressure for the promotion of values and eradication of social evils as provided in the manifesto, given by Prophet Mohammad (PBUH), Dr. Israr Ahmad, Amir Tanzeem-i-Islami has deplored that certain Urdu dailies were violating Islamic injunctions.

Delivering his lecture on Friday on "Islamic injunctions on veil, covering and clothing and our newspapers", Dr. Israr deplored that certain Urdu newspapers were trying to surpass each other in the race for the publication of female pictures. This tendency, he said, needed to be curbed in a Muslim society.

To resent the overdoing vis-a-vis publication of pictures of women in daily newspapers, Tanzim-i-Islami will organise demonstrations on July 2, like the one held on June 21 in front of Daily Jang and Nawa-i-Waqt.

تنظیم اسلامی کے خاموش مظاہرہ کی رپورٹ جو پاکستان ٹائمز میں شائع ہوئی۔

THE PAKISTAN TIMES

LAHORE, JUNE 22, 1989

Protest rally against publishing women pictures in dailies

BY A STAFF REPORTER

LAHORE — More than 500 members of Tanzim-i-Islam on Wednesday staged two peaceful demonstrations to protest against over-emphasis on the publication of pictures of women in newspapers.

One of the groups, consisting of more than 200 J.I. members; carrying placards and banners stood in silence in front of the office of Daily Jang. The other group agitated on the road in front of Daily Nawa-i-Waqt.

Under instructions from J.I. Amir, the demonstrators did not raise any slogan; they did not indulge in mutual conversion. They stood in silence for about 50 minutes and recited "Zikar" in their hearts.

The crux of the placards and banners was "Is publication of the pictures of women in feature articles and advertisements or obscenity a part of journalism. Also that publication of such pictures is an open invitation to sin".

The procession was taken out after offering Asr prayers in nearby mosques. After the procession, the participants prayed for the glory of Islamic values.

ڈاکٹر اسرار احمد کا نہایت اہم خطاب

جہاد بالقرآن

کتابی صورت میں شائع ہوگیا ہے

صفحات: ۵۶ سفید کاغذ، عمدہ طباعت، قیمت فی نسخہ -/۵ روپے

رفتارِ کار

— تنظیم کے مرکزی قائدین کا دورہ کراچی اور شام الہدیٰ پروگرام
— پہلا ۸ روزہ تربیتی پروگرام برائے مبتدی رفقاء
— لاہور میں منعقدہ تربیتی پروگرام برائے منتظم رفقاء

کراچی

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی کے رفقاء میں گہما گہمی اسی وقت شروع ہو گئی تھی جب مئی ۸۹ء کے آخری عشرہ میں مرکزی قائدین نے کراچی کا دورہ شروع کیا۔ ہر تنظیم کے امیر' ناظم' نقباء اور منتظم رفقاء سے خصوصی ملاقات کے ذریعے انہوں نے اپنی تنظیمی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ حلقہ کراچی تین تنظیموں (شرقی' شمالی اور جنوبی) پر مشتمل ہے۔ جنوبی تنظیم میں رابطہ کے فرائض انجام دیئے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے جو کہ ناظم اعلیٰ ہیں' شمالی تنظیم کی ذمہ داری سنبھالی تھی میاں محمد نعیم صاحب نے جو کہ ناظم تربیت ہیں اور شرقی تنظیم کیلئے کمر ہمت کسی بھائی عبدالرزاق صاحب نے جن کا سابقہ تعلق اسی تنظیم سے رہا ہے اور ان کی بھاگ دوڑ کے ثمرات آج تک بھی نظر آ رہے ہیں۔ فجزاہ اللّٰہ احسن الجزاء۔ ہر تنظیم میں باقاعدہ اجتماع منعقد کیا گیا اور رفتار کار کا جائزہ لیا گیا' رفقاء کی وابستگی پر بھی نظر ڈالی گئی اور تربیت سے متعلق پالیسی کی وضاحت کے ساتھ مختلف سطح کی تربیت گاہوں کے انعقاد کا اعلان بھی کیا گیا۔ رفقاء کی حرکت میں مزید تیزی اس وقت پیدا ہو گئی جب انہوں نے "شام الہدیٰ" کیلئے ہینڈ بلز کی تقسیم اور پوسٹرز کو چسپاں کرنے کا کام شروع کیا۔ جمعرات ۲۵ر مئی کی خصوصی ملاقات کے علاوہ جمعہ ۲۶ر مئی کو بھی اکابرینِ مرکز نے متعلقہ تنظیموں کے ہفتہ وار اجتماعات میں شرکت کی۔ بعد نماز جمعہ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب تو لاہور تشریف لے گئے البتہ مزید پروگراموں میں میاں محمد نعیم صاحب اور بھائی عبدالرزاق صاحب نے بنفس نفیس شرکت کی۔

شیڈول کے مطابق ۲۸ر اور ۲۹ر مئی کو شام الہدیٰ کا پروگرام تھا۔ ۳۰ر مئی کی صبح حلقہ کا اجتماع تھا جہاں تمام رفقاء کی امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے رسمی ملاقات طے تھی جس میں امیر محترم کی خواہش کے مطابق رفقاء کو اظہار خیال کیلئے دعوت دی گئی تھی' جسے وہ فیڈ بیک پروگرام کا نام

دیتے ہیں تاکہ رفقاء کی مختلف آراء' تجاویز اور مشوروں سے استفادہ کیا جائے اور تازہ ترین صورتحال سے باخبر رہا جائے۔ ۳۰؍ مئی ہی کی شام کو ہوٹل جبیس میں سامعینِ شام الھدیٰ کیلئے سوال وجواب کی نشست رکھی گئی تھی۔ اس سہ روزہ مصروفیات کی تفصیلات ذیل کی سطور میں پیش کی جارہی ہیں۔

شامِ الھدیٰ

شہر کراچی جس کی شام ایک ضرب المثل کا درجہ حاصل کر چکی تھی مدت ہوئی اپنی رعنائیوں سے محروم ہو چکی ہے۔ یہاں کی ایک شام جو اپنی نوع کے اعتبار سے منفرد ہے "شام الھدیٰ" کے نام سے معروف و مشہور ہے اور جس کی وجہ سے شام کا تقدّس بھی کچھ نہ کچھ برقرار رہتا نظر آتا ہے۔ ابتداء میں اس کا اہتمام مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کرتی رہی لیکن انجمن خدام القرآن سندھ کی تاسیس کے بعد اس کے انعقاد کی ذمہ داری اُسے سونپ دی گئی۔

ٹی وی کے مشہور دینی پروگرام "الھدیٰ" کی بندش کے بعد' جس کے بند کروانے کی مہم میں ملک کی مغرب زدہ خواتین نے بھرپور حصہ لیا تھا اور اسلام کا راگ الاپنے والی آمریت نے خواہشِ زن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تھے' دروسِ قرآن کے سلسلے کو جاری رکھنے کیلئے 'انجمن' نے ماہانہ پروگرام ترتیب دیئے اور اس طرح شام الھدیٰ کا آغاز ہوا۔

اس دفعہ شام الھدیٰ' ایک لمبے وقفے کے بعد منعقد کی گئی۔ اس تعطّل کی مختلف وجوہات تھیں جن میں سے ایک خود "شمعِ محفل" اور تقریب کی روحِ رواں شخصیت محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا گریز بھی ہے۔ اس دفعہ بھی موصوف نے اپنے اس فیصلہ کو دھرایا کہ وہ اب خطابات وتقاریر کی بجائے تالیف وتصنیف کی طرف زیادہ متوجہ ہونا چاہتے ہیں۔ اس دفعہ شام الھدیٰ کا دو روزہ پروگرام طے ہوا تھا۔ جدید تزئین و آرائش کے حامل ریکس آڈیٹوریم میں' جو کہ عبداللہ ہارون روڈ پر ہوٹل جبیس سے مختصر فاصلے پر ہے' یہ تقریب اُس وقت سے منعقد ہوتی چلی آئی ہے جب سے تاج محل ہوٹل کی انتظامیہ نے اپنے "موتی محل" میں پروگرام کی اجازت سے معذوری ظاہر کر دی تھی۔

۲۸؍ اور ۲۹؍ مئی کے دو روزہ خطاب کیلئے عنوان تھا...... "ملت اسلامیہ عالمی سطح پر بے عزّت و بے وقعت کیوں ہے اور خصوصاً پاکستان شدید انتشار سے دوچار کیوں ہے اور اس صورت حال میں تبدیلی کس طرح ممکن ہے؟" ...... کراچی ایک میٹروپولیٹن سٹی ہے لہٰذا تقریب میں ہر طبقہ کے یارانِ نکتہ داں شریک تھے۔ پہلے روز کی نشست سے تعارفی و استقبالی کلمات کیلئے جناب سراج الحق سید صاحب ٹھیک آٹھ بجے اسٹیج پر تشریف لائے اور سامعین کو خوش آمدید کہا۔ سید صاحب عمر رسیدہ' جلال و جمال کا مرقع جبینِ نیاز کے حامل' بھاری بھرکم اور قد آور شخصیت ہیں جن کا دل اسلامی انقلاب کی جدّوجہد کیلئے ہر آن دھڑکتا رہتا ہے۔ آپ انجمن خدام القرآن سندھ کے صدر ہیں اور شام الھدیٰ کی تقاریب کے

دوران تنظیم اسلامی حلقہ کراچی کے امیر بھی تھے۔ (بوقتِ تحریر ہذا انہیں انجمن کے مقاصد کے لئے زیادہ وقت لگانے کی خاطر 'تنظیم' کی امارت سے فارغ کیا جا چکا ہے) سید صاحب نے اپنے تلے جملوں کے ذریعے سامعین کو ہمہ تن گوش کر دیا تھا۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک انہوں نے شامِ الھدیٰ کیلئے منتخبہ موضوع پر گفتگو فرمائی۔ سید صاحب نے جن کا اندازِ تخاطب جوش کی بجائے ہوش کا مظہر ہوتا ہے' بڑے دل نشیں پیرائے میں امتِ مسلمہ کی حالت زار کا جائزہ پیش کیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان اب ایک ملک سے زیادہ چار صوبوں کی فیڈریشن بن چکا ہے بلکہ کوشش ہو رہی ہے کہ اسے کنفیڈریشن میں تبدیل کر دیا جائے۔ یہاں ایک قوم کی بجائے پانچ قومیتیں بستی ہیں۔ معاشی سطح پر حلال و حرام کی تمیز اٹھ چکی ہے' صرف دولت کمانا ہی مقصودِ زندگی بن کر رہ گیا ہے۔ سیاسی محاذ آرائی نے اسلامی نظام کے قیام کو بعید سے بعید تر کر دیا ہے۔ آپس کے اختلافات اور محاذ آرائی سے حکومت بنانے اور بگاڑنے کا کھیل جاری ہے۔ دینی جماعتوں نے فرقہ واریت کو شدید تر کیا ہے۔ طاغوتی طاقتیں متحد ہیں لیکن دینی جماعتوں میں افتراق و انتشار ہے' اختلاف تفرقہ بن چکا ہے' مذہبی رہنما ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھنے کو تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے اپنی گفتگو کا اختتام دوسرے دن کے موضوع کا اعلان کرتے ہوئے کیا کہ "تبدیلی کس طرح ممکن ہے!" پھر انہوں نے 'شام الھدیٰ' کے واحد مقرر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو خطاب کی دعوت دی۔

ڈاکٹر صاحب نے حمد و صلوٰۃ سے اپنے خطاب کا آغاز کیا۔ انہوں نے سورۂ آل عمران کی آیت ۱۳۹ کو اپنی گفتگو کی بنیاد کیلئے منتخب کیا تھا: وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

انہوں نے گفتگو کا آغاز موجودہ دور میں مسلمانوں کے معیارِ زندگی اور مہیا شدہ مادی اسباب و وسائل کے تذکرہ سے کیا' انہوں نے کہا کہ امّتِ مسلمہ اپنی تعداد' وسیع و عریض رقبے اور قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود عزّت و وقعت سے محروم ہے۔ عالمِ اسلام کے حالات کا جائزہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے امتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا سبب جذبۂ ایمان کی کمی کو قرار دیا۔ انہوں نے وضاحت کی کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں عدم ترقی جزوی اسباب ہیں۔ انہوں نے قرآنی آیات کے حوالے سے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ سربلندی کا وعدہ صرف مومنین سے ہے۔ اس وقت ملّتِ اسلامیہ قول و عمل کے تضاد اور نفاقِ عملی سے دوچار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو کفر کے مقابلے پر نفاق زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ انہوں نے پاکستان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا' لیکن آج سب سے مخدوش حالت بھی اسی کی ہے۔ انہوں نے سورۂ توبہ کی آیات ۷۵ تا ۷۷ کے حوالے سے اس کا سبب بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اللہ سے وعدہ کر کے اس کی مسلسل وعدہ خلافی کی ہے' جس کے نتیجے میں ہمیں خاص قسم کے نفاق میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صوبہ

سندھ میں خوف کی حالت ہے' صورتحال غیر یقینی ہے۔ پورے ملک میں کسی کی عزت و آبرو اور جان ومال محفوظ نہیں ہے۔ جتنا اخلاقی زوال پاکستان میں ہے پورے عالم اسلام میں کہیں نہیں ہے۔ یہاں بنیادی انسانی اخلاقیات تک کا جنازہ نکل چکا ہے۔ انہوں نے عرب ترک تصادم اور خونریزی اور سانحۂ مشرقی پاکستان کے حوالے سے خبردار کیا کہ خونریزی کی سزا بھی طویل ہوتی ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس حالتِ بد سے نکال دے۔

انہوں نے کہا کہ قیام پاکستان کے بعد آزادی کا مطلب صرف دنیاوی ترقی سمجھ لیا گیا اور اللہ سے کئے ہوئے وعدہ کو پس پشت ڈال دیا گیا جو کہ ہمارا اجتماعی جرم ہے اور آج ہم جس کی سزا کی لپیٹ میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہ ہو سکنے کی ذمہ داری اُن جماعتوں پر زیادہ عائد ہوتی ہے جو اسلام کے نام پر سیاست کرتی رہی ہیں۔ یہ جماعتیں مظاہراتی ومہماتی اور مطالباتی واحتجاجی سیاست میں کامیاب رہنے کے باوجود انتخابی سیاست میں بری طرح ناکام ہوئیں۔ ان جماعتوں نے ترجیحات کا غلط تعین کیا' جس کی وجہ سے نفاذِ اسلام کا عمل آگے نہ بڑھ سکا۔ انہوں نے نہایت دلسوزی سے خبردار کیا کہ ہوش میں آجاؤ مہلتِ عمل ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔

۲۹ر مئی شام الھدیٰ کی دوسرے روز کی نشست حسبِ اعلان رات آٹھ بجے شروع ہوئی۔ سیّد صاحب نے گذشتہ روز کے خطاب کا خلاصہ بیان کیا اور سوال وجواب کی نشست کیلئے یاددہانی کرائی جس کا منعقد ہونا ۳۰ر مئی کو ہوٹل جیبس میں طے تھا۔ آج کے موضوع کی وضاحت بھی کی کہ موجودہ انتشار سے گلوخلاصی کیلئے چارۂ کار کیا ہے۔ تقریباً ۱۵ منٹ کی مختصر لیکن جامع ومؤثر گفتگو کے ذریعے انہوں نے سامعین کے دلوں کو گرمادیا۔ آج موضوع کی مناسبت سے سورۂ آل عمران کی آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴ اور سورۂ توبہ کی آیات ۱۱۱۔ ۱۱۲ کا متن بھی تقسیم کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے تقریباً دو گھنٹے کا خطاب فرمایا۔ چونکہ آج کا موضوع پاکستان ہی کے حالات سے متعلق تھا اس لئے خطاب میں ارتکاز بھرپور تھا۔ ان کے خطاب کا تانابانا اسلامی جماعتوں کے لائحہ عمل کے گرد گھومتا رہا۔ انہوں نے فرمایا کہ دینی جماعتیں انتخابی سیاست کو چھوڑ کر نہی عن المنکر کے فریضے پر کاربند ہو جائیں تو اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ آسان ہو جائے گی۔ انہوں نے قرآنی آیات واحادیثِ شریفہ کی روشنی میں نہی عن المنکر کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے نام پر سیاست کرنے والی جماعتوں نے متعدد مواقع پر خالص دینی معاملات پر مطالعاتی ومظاہراتی سیاست کے ذریعے کامیابی حاصل کرنے کے باوجود اس راستہ کو چھوڑ دیا اور انتخابی سیاست کے خارزار میں پھنس گئے۔ تبلیغی جماعت کی اہمیت کا جائزہ لیتے ہوئے انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ اُسے دعوت وتبلیغ کے کام سے آگے بڑھ کر منکرات کے روکنے کیلئے جدوجہد کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ نہی عن المنکر کے فریضے کو ادا کرنے کیلئے معتدبہ تعداد میں ایسے افراد کا منظم ہونا ضروری ہے، جو خود بھی دین پر

عمل پیرا ہوں، معروف پر کار بند اور منکرات سے اجتناب کرنے والے ہوں۔ انہوں نے احادیث کی روشنی میں کہا کہ اللہ کی رسی قرآن حکیم ہے، جسے مضبوطی سے تھامنے سے ایسی انسانی اجتماعیت وجود میں آتی ہے جو کہ ذہنی وفکری ہم آہنگی کا مظہر ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف حیوانی اجتماعیت ڈنڈے کے زور سے پیدا کی جاتی ہے۔ قرآن سوچ، فکر اور نقطۂ نظر میں یکسانیت پیدا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کی پاداش میں بھوک اور خوف مسلط کر دیا جاتا ہے۔ آسمانی فیصلے معاشرہ کے مجموعی مزاج کے مطابق صادر کیے جاتے ہیں۔

انہوں نے جماعت اسلامی اور جمعیت علمائے اسلام سے اپنی پالیسی پر نظر ثانی کی درخواست کی کہ وہ انتخابی سیاست چھوڑ کر منکرات کے خلاف جدوجہد کیلئے کمر ہمت کس کر میدان میں آجائیں، کیونکہ یہی وہ راستہ جس کے ذریعے یہاں اسلامی نظام نافذ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی سیاست میں قوت تقسیم ہوتی ہے، گندی مچھلیوں کو جگہ ملتی ہے، ہوسِ اقتدار کا شبہ خلوص کے باوجود باقی رہتا ہے اور فیصلہ کن حیثیت تعداد کو حاصل ہوتی ہے، جبکہ مطالباتی سیاست اتحاد کا ذریعہ بنتی ہے۔ قربانی دینے والے لوگ ہی آگے جگہ پاتے ہیں۔ خلوص پر شبہ کا امکان نہیں رہتا اور اقلیت بھی جذبہ، ایثار و قربانی اور تنظیم کے بل پر کامیاب ہو جاتی ہے۔ انہوں نے ایک نئی سیاسی پارٹی کی تشکیل کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی جماعتوں کے کلب میں ایک ممبر کے اضافہ سے ان کے ووٹوں کی مزید تقسیم کا خطرہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔

انہوں نے بھارتی مسلمانوں کی عظیم جدّوجہد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے پرسنل لاء میں مداخلت کی شدت سے مزاحمت کی اور حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا، جبکہ ہمارے ملک میں غیر اسلامی عائلی قوانین ایک مدت سے نافذ ہیں، لیکن کسی مذہبی جماعت کو اس کے خلاف تحریک چلانے کی توفیق نہیں ہوئی۔ مذہبی جماعتوں نے اپنی قوت اور توانائی انتخابی سیاست میں ضائع کر دی۔ انہوں نے کہا کہ خالص دینی مسائل پر سیاسی اغراض سے بالاتر ہو کر تحریک چلائی جائے تو اسلامی نظام کے قیام کی منزل آسان ہو جائے گی۔ انہوں نے پیشکش کی کہ جماعت اسلامی انتخابی سیاست سے دستبردار ہو جائے تو وہ ایک ادنیٰ کارکن کی حیثیت سے اس میں شمولیت کیلئے تیار ہیں۔

۳۰ رمئی (صبح) ۔ اجتماعِ رفقاء

رفقاء ساڑھے سات بجے امیر حلقہ جناب سراج الحق سید صاحب کی رہائش گاہ واقع شمالی ناظم آباد میں جمع ہونا شروع ہو گئے۔ کراچی اب اپنے رقبہ و آبادی کے لحاظ سے بڑی وسعت اختیار کر چکا ہے اور کسی ایک انتہا سے دوسری تک پہنچنے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگ جاتا ہے، چنانچہ رفقاء کی آمد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اجتماع کی کارروائی کا آغاز آٹھ بجے کیا گیا۔ اس فورم میں ذمہ دار حضرات نے کم کم ہی حصہ لیا، ممکن ہے انہوں نے رفقاء کو زیادہ سے زیادہ وقت دے کر تربیت کا سامان فراہم کیا ہو۔ خاص رفقاء کو

امیرِ محترم نے خود طلب فرمایا اور اظہارِ خیال کا حکم بھی دیا۔ اجتماع میں ملکی حالات خصوصاً سندھ اور کراچی کی صورتحال کا تجزیہ پیش کیا گیا اور مستقبل میں تنظیم کے کردار سے متعلق آراء بھی پیش کی گئیں۔ توسیعِ دعوت کے ضمن میں بھی گفتگو ہوئی۔ یہاں اُن اصحاب کیلئے اس بات کا بطور خاص ذکر کیا جاتا ہے جو تنظیم اسلامی کی امارت کو طنزاً "آمریت" سے تعبیر کرتے ہیں کہ اس اجتماع میں امیر محترم کی ذات کو بھی، تمام آداب و اعزاز ملحوظ رکھتے ہوئے ہدفِ تنقید بنایا گیا جسے انہوں نے خندہ پیشانی سے سنا۔ آخر میں امیر محترم نے خطاب فرمایا اور تمام مباحث کو سمیٹتے ہوئے رفقاء کو احساسِ فرض کی ترغیب دی کہ بے لوث و بے غرض کارکنان کے بغیر تنظیم کی گاڑی نہیں چل سکتی۔ اطاعتِ امیر کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ماسوائے معصیت کے تمام امور میں امیر کے حکم کو ماننا ضروری ہے ورنہ یہ بدعہدی ہوگی۔ انہوں نے توجہ دلائی کہ حیلے بہانوں سے کام نہیں چلے گا۔ ہمیں آرمی ڈسپلن کی ضرورت ہے۔ انہوں نے رفقاء کو بیعت کے تقاضوں پر غور و فکر کی دعوت دی۔ مغالطہ دور کرنے کیلئے فرمایا کہ ہم کسی بڑے اقدام کیلئے پلان کرنے نہیں جا رہے البتہ آبادیوں میں کچھ نہ کچھ حرکت ضرور ہونی چاہئے۔

۳۰ رمئی (شام) نشست سوال و جواب

شام الھدیٰ کا اصل پروگرام تو دو روزہ ہی تھا، لیکن تیسرے روز ہوٹل جبیس میں منعقد ہونے والی سوال و جواب کی نشست نے اسے سہ روزہ تقریب کی شکل دے دی۔ اس کیلئے شرکاء کو پہلے سے مطلع کر دیا گیا تھا۔ اس نشست کو شام الھدیٰ کی توسیع (EXTENSION) کی حیثیت دی جا سکتی ہے۔ باعثِ تقریب یہ امر قرار پایا کہ دورانِ خطاب عموماً سامعین کے ذہنوں میں اشکال و سوالات ابھرتے ہیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے موقع ہی پر جوابات دینا ممکن نہیں ہوتا۔ یہ بات بھی مدِّنظر تھی کہ سامعین کو اپنے سوالات مرتّب کرنے کا موقع بھی فراہم کر دیا جائے، جس کے لئے باقاعدہ چھپے ہوئے فارم (سوال نامے) مہیّا کئے گئے، جن میں سوال کنندگان کو اپنے مختصر کوائف بھی درج کرنا تھے۔ ساتھ ہی وقت کی تنگیٔ داماں کا احساس بھی پیش نظر تھا، لیکن کہنا پڑتا ہے کہ اسے رفع کرنے میں کامیابی ممکن نہ ہوئی کیونکہ سوالات کی بھرمار تھی اور وقت کل دو گھنٹے کا تھا، جبکہ کئی سوال انتہائی طوالت کے حامل تھے۔ تاہم محترم ڈاکٹر صاحب نے نہایت تحمّل مزاجی سے ایسی تحریروں کو بھی پڑھا اور آڑے تیکھے سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔ سچ تو یہ ہے کہ مقررہ وقت سے بھی زیادہ وقت ہو جانے کے باوجود شرکاء کا ذوق و شوق برقرار تھا اور وہ کھوج کرید کے عمل کو جاری رکھنے پر مصر نظر آتے تھے، لیکن ہوٹل انتظامیہ سے طے شدہ معاملہ کے باعث نشست کے اختتام کا اعلان کر دیا گیا۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کے ارادہ و اعلان کے مطابق اب ایسی شام کا انعقاد شاذ کے ضمن میں آئے گا۔ شامیں ڈھلیں گی اور شبِ دیجور کی صورت اختیار کر جائیں گی لیکن الھدیٰ کا نور جذبہ

صادقہ سے ہی حاصل ہو سکے گا کہ

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے

۳۱ر مئی...... اختتام

آج امیر محترم نے بعد نماز مغرب حلقہ کی شوریٰ کا اجلاس طلب فرمایا تھا لیکن اُن کی اچانک لاہور مراجعت کے باعث یہ اجلاس ملتوی کر دیا گیا' البتہ تنظیمی امور سے متعلق جو فیصلے انہوں نے صادر فرما دیئے تھے وہ حلقہ کے ماہانہ اجتماع منعقدہ جمعہ ۲ر جون میں رفقاء تک پہنچ گئے' جس کے مطابق سراج الحق سیّد صاحب کو حلقہ کی امارت سے فارغ کر کے شیخ جمیل الرحمٰن صاحب کو امیر حلقہ کراچی نامزد کیا گیا ہے' جو تنظیم کی معروف شخصیت ہیں۔ حلقہ کا دفتر بھی شمالی ناظم آباد سے داؤد منزل' شاہراہ لیاقت منتقل کر دیا گیا ہے' اسی طرح شرقی تنظیم کی امارت انجینئر طارق سعید صاحب کو تفویض کی گئی ہے جو کہ سینئر رفقاء میں سے ہیں اور پہلے بھی مختلف ذمہ داریاں نبھاتے رہے ہیں۔ سابقہ امیر جناب عبدالرؤف خان صاحب اپنی پیرانہ سالی اور طبیعت کی مسلسل ناسازی کی بناء پر متعدد موقعوں پر معذوری کا اظہار کر چکے تھے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ ان فیصلوں کو بابرکت بنائے اور ان خادمانِ دین کو اپنے دین کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تربیتی پروگرام برائے مبتدی رفقاء

تنظیم اسلامی پاکستان کے چودھویں سالانہ اجتماع کے موقع پر تنظیم کی رفتار کار اور مجموعی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے جہاں اور بہت سے اہم اور دور رس نتائج کے حامل فیصلے کئے گئے وہاں ایک فیصلہ رفقاء کی مناسب تربیت کیلئے تربیت گاہوں کے انعقاد کا بھی تھا۔ اس فیصلے کی رُو سے ہر ماہ کے پہلے جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک تربیت گاہ کا اہتمام ہونا تھا جس میں ایسے رفقاء کی تربیت پیشِ نظر تھی جو نئے نئے بیعت کے مرحلے سے گزر کر تنظیم میں شامل ہوئے ہوں۔ چنانچہ اس سلسلے کی پہلی تربیت گاہ قرآن اکیڈمی لاہور میں ۲ر تا ۹ر جون منعقد ہوئی۔ اس تربیت گاہ کا مقصد رفقاء کو تنظیم کے مقاصد اور طریقہ کار سے روشناس کرانا تھا تاکہ اپنے ہدف یعنی (پوری دنیا میں غلبۂ دینِ اسلام) کے تصور کو واضح طور پر اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے مناسب انداز میں پیش قدمی کر سکیں۔ تربیت گاہ میں شریک رفقاء کے تأثرات کو قارئینِ میثاق کی خدمت میں پیش کرنے کی ذمہ داری راقم کے سپرد کی گئی ہے تاکہ تربیت گاہ سے حاصل ہونے والی افادیت کو بعینہٖ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا سکے۔

اس تربیت گاہ میں پاکستان کے مختلف اضلاع یعنی راولپنڈی' ملتان' لاہور' گجرات'

گوجرانوالہ ' وزیر آباد اور شجاع آباد کے کل تیرہ رفقاء نے شرکت کی سعادت حاصل کی ' جن میں طالب علم ' ملازم اور کاروباری حضرات شامل تھے۔ تمام حضرات نے نہایت جوش وجذبہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام معمولات میں بھرپور حصہ لیا۔ عام زندگی کے معمولات سے ہٹی ہوئی ترتیب کے باوجود کسی رفیق نے عدم دلچسپی کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہر گزرتے ہوئے دن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کا احساس ترقی کرتا رہا۔ تربیت گاہ کا پروگرام نہایت جامعیت کے ساتھ ترتیب دیا گیا تھا۔ دن بھر کے معمولات کو اس حکمت سے ترتیب دیا گیا تھا کہ ایک عام انسان اور ایک مسلمان کے طرزِ زندگی میں واضح فرق محسوس ہوا اور شرکاء میں دینی تقاضوں کو مدّنظر رکھ کر زندگی گزارنے کی تڑپ پیدا ہوئی۔

روزانہ کے معمولات...... خوابِ غفلت سے بیداری کا وقت تین بجے صبح تھا اور نمازِ فجر سے قبل تہجد ' ذکر اللہ اور تلاوت کلام پاک کی سعادتوں سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملا۔ اس قیمتی وقت میں ناظمِ تربیت میاں نعیم صاحب کی مستقل رفاقت میں وقتاً فوقتاً ترغیب و تشویق کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔

بعد از نمازِ فجر تجوید القرآن کا پروگرام ہوتا جس میں پانچ قرّاء اور حفّاظِ کرام کی مستقل رفاقت میں تلاوت کلام پاک کی تصحیح ' پوری نماز مع ترجمہ اور آخری پانچ سورتوں کو بہتر انداز میں پڑھنے کی مشق ہوئی۔ ناظمِ تربیت کی ہدایت کے مطابق ساڑھے پانچ بجے صبح سے پونے سات بجے تک آرام کا وقفہ ہوتا تاکہ بقیہ دن کے معمولات کیلئے پھر سے تازہ دم ہو سکیں۔ سوا سات بجے ناشتہ سے فارغ ہو کر آٹھ سے نو بجے تک عبدالرزاق صاحب کا پیریڈ ہوتا جس میں موصوف اپنے بارعب مگر مسکراتے ہوئے انداز میں تنظیم کے قیام کا مقصد ' تنظیم کی ہیئتِ ترکیبی (STRUCTURE) دوسری دینی جماعتوں سے مابہ الامتیاز اور رفقاء میں باہمی رابطہ کے موضوع پر مفصل گفتگو فرماتے۔ ۹ تا ۱۰ بجے تک استماع کیسٹ کا پروگرام ہوتا جس میں امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ریکارڈ شدہ تقاریر سننے کا موقع ملا جو دین کے بنیادی تصوّرات کو اجاگر کرنے والے موضوعات یعنی "حقیقتِ جہاد ' تقربِ الٰہی بذریعہ فرائض و نوافل ' تحریک کے کارکنوں کے اوصاف اور پاکستان میں اسلامی انقلاب...... کیا کیوں اور کیسے؟" پر مشتمل تھیں۔ گیارہ سے پونے بارہ بجے تک ترتیل القرآن کا پروگرام ہوتا ' جس میں ہمارے کوئٹہ کے رفیق جناب شاہد اسلام بٹ صاحب اپنے ہنستے مسکراتے انداز میں قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی مشق کرواتے اور تجوید کے بنیادی قواعد سکھاتے۔ پونے بارہ تا ایک بجے میاں محمد نعیم صاحب کی نگرانی میں مطالعۂ لٹریچر کا پروگرام ہوتا جس میں ایک تو امیر محترم کی تحریر اور پھر سونے پر سہاگہ میاں محمد نعیم صاحب کا جذب و مستی میں ڈوبا ہوا درد بھرا لہجہ جو براہ راست دل پر اثر انداز ہوتا۔ اس پیریڈ میں امیر محترم کے تحریر کردہ چار کتابچوں " (۱) مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق ' (۲) نبی اکرمؐ سے

ہمارے تعلق کی بنیادیں' (۳) فرائض دینی کا جامع تصور اور (۴) راہِ نجات سورۃ العصر کی روشنی میں" ...... کا مطالعہ کیا گیا۔ مزید بر آں 'قافلۂ تنظیم منزل بہ منزل' اور امیر محترم کا سوانحی خاکہ اور معاشی و خانگی حالات بھی زیرِ مطالعہ آئے۔ عصر تا مغرب کا وقت ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے ساتھ گزرتا جس میں موصوف اپنے دھیمے اور میٹھے لہجے میں اسلام کے اخلاقی پہلو قرآن و حدیث کی روشنی میں اجاگر فرماتے۔ اس کے علاوہ نماز کے بنیادی مسائل 'تعمیرِ سیرت و کردار کے لوازم اور غیبت' حسد' تعصب' تکبّر جیسی باطنی بیماریوں سے بچنے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے' جنہیں عام طور پر معمولی سمجھ کر نظرانداز کر دیا جاتا ہے جبکہ قرآن و حدیث میں ان کے ارتکاب پر بڑی شدید وعید آئی ہے۔ بعد از نمازِ مغرب امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب شرکاءِ تربیت گاہ سے خطاب فرماتے۔ "اسلام کا انقلابی منشور" کے موضوع پر یہ خطاب ایک گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل ہوتا۔

مشاہدات و تاثّرات...... متذکرہ بالا بھرپور اور ہمہ گیر پروگرام پر مسلسل عمل کے دوران احساسات و جذبات پر جو کیفیات طاری ہوئیں اور مجموعی طور پر جو اثرات مرتب ہوئے انہیں الفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں۔ ذکر اللہ سے فکر کی کونپلوں کا پھوٹنا اور ان کونپلوں سے عمل کے پھولوں کا کھلنا صرف تنہائی اور خاموشی میں حضورِ قلب کے ساتھ مالکِ ارض و سماوات کے حضور سجدہ ریز ہونے سے ہی ممکن ہے' جس کا بھرپور موقع دورانِ تربیت میسر آیا۔

پھر نمازِ فجر میں جناب حافظ محمد رفیق صاحب کی آواز میں تلاوتِ کلام پاک بادِ نسیم کے جھونکوں کی طرح درِ دل پر دستک دیتی ہوئی محسوس ہوتی۔ قرآن اکیڈمی کی مسجد کے صحن میں چھوٹے چھوٹے گروپوں میں بیٹھے ہوئے رفقاء حفاظِ کرام سے تجویدِ قرآن کی مشق کے دوران تلاوت کی غلطیوں کی نشاندہی پر فکرمندی کے احساس سے دوچار ہوتے اور یقیناً یہی فکرمندی رفقاء میں تصحیح تلاوت کی تڑپ کا باعث ہوگی۔ ایک انقلابی تنظیم کے رفیق کی حیثیت سے تنظیم کے مقصد اور ہدف سے پوری پوری واقفیت بھی اس تربیت گاہ میں شرکت سے ممکن ہو سکی اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوئی کہ اقامتِ دین کیلئے ایک جماعت یا تنظیم کی تشکیل ازبس ضروری ہے' جو انتخاب کی بجائے انقلاب کا راستہ اختیار کرے اور بیعت سمع و طاعت فی المعروف کے مسنون طریقے پر قائم ہو۔ امیر محترم کی خداداد صلاحیتوں سے کماحقہ مستفید ہونے کا سب سے مؤثر ذریعہ اُن کے خطابات ہیں جن میں آواز کی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ جذبے کی شدّت رفقاء میں تڑپ پیدا کرنے میں بڑی کارگر ثابت ہوتی ہے۔ مسجد کے ہال میں دائرے میں بیٹھے ہوئے شرکاء جب پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ امیر محترم کی ریکارڈ شدہ تقاریر سنتے تو ان میں اپنے رب کی رضا کیلئے سب کچھ قربان کرنے کا جذبہ فزوں تر ہو جاتا۔ مطالعۂ لٹریچر میں میاں نعیم صاحب کی راہنمائی اور وضاحتیں نہایت مفید اثرات مرتب کرتیں۔ خاص خاص نکات اس طرح بیان کئے جاتے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتے جس سے زبانی دعوت دینے کی جھجک دور کرنے میں مدد ملتی۔

اس تربیت گاہ میں سب سے بڑا شرف جو شرکاء کو حاصل ہوا وہ امیر محترم سے براہ راست خطاب کی سماعت تھی۔ اس طرح "اسلام کے انقلابی منشور" جیسے حساس موضوع کے تحت اسلام کے سماجی' معاشی اور سیاسی نظام کے متعلق نہایت جامع معلومات حاصل کرنے کا موقع ملا اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے نظامِ عدل و قسط کی حقانیت واضح ہو جانے کے بعد بے اختیار اسے اپنی زندگیوں میں نافذ کرنے اور ساری دنیا کے انسانوں کو اس کی برکات سے بہرہ مند کرنے کا ایک عزمِ مصمم دلوں میں پیدا ہوا اور بحمداللہ تمام رفقاء فوری طور پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی زندگیوں میں عملاً نافذ کرنے کے جذبہ سے سرشار ہو کر اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے۔

ہفتہ بھر کی اس رفاقت میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق گزارے ہوئے معمولات نے رفقاء کے دلوں میں خلوص' اخلاص اور محبت و الفت کے دیئے روشن کر دیئے اور انہیں ' رحماء بینهم ' کا مصداق بنا دیا۔ وقت اور نظم کی پابندی جیسے سنہری اصول (جن سے ہماری قوم مجموعی طور پر محروم ہو چکی ہے) پھر سے دلوں میں اجاگر ہوئے اور وقت جیسی دولت کو دنیاداری کے فضول دھندوں سے بچا کر "اقامتِ دین" جیسے اعلیٰ و ارفع کام میں لگانے کی تڑپ پیدا ہوئی۔ وقت کے تیز دھارے سے کچھ دنوں کیلئے علیحدہ ہو کر جن رفقاء کو تربیت گاہ کے اس گوشۂ عافیت میں آنے کا موقع ملا ان پر یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ زندگی کے معمولاتِ عامہ سے وقت نکالنا کچھ اتنا مشکل بھی نہیں جتنا کہ عام طور پر سمجھ لیا جاتا ہے۔ انسان ہمت کر کے اللہ کی راہ میں قدم اٹھا دے تو اللہ تعالیٰ ضرور راستے کھولتا ہے۔ چند دنوں کے لئے دنیاداری کے معمولات سے نکل کر ایک تربیتی ماحول کو اپنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک معمولات میں ڈھلنا آسان ہو جاتا ہے اور آنحضورؐ کے عطا کردہ آدابِ زندگی اپنا کر آدمی اپنے اردگرد رہنے والوں کی زندگی کو پرسکون بنا سکتا ہے............ لیکن رفقاء کی زندگیاں ان مبارک آداب اور معمولات سے اُس وقت تک منور نہیں ہو سکتیں' جب تک وہ تربیت گاہوں کے ان سانچوں سے گزر نہیں پاتے جہاں ادعیۂ ماثورہ' اذکارِ مسنونہ اور اپنی باطنی بیماریوں کا روزانہ جائزہ لینے کی مشق ہوتی ہے۔

تربیت گاہ کے اس پروگرام سے کامیابی اور پابندی کے ساتھ گزرنے میں جو بات سب سے زیادہ ممدّ و معاون ثابت ہوئی اور جسے میں نے ذاتی طور پر بڑی شدت سے محسوس کیا وہ ناظمِ تربیت جناب میاں نعیم صاحب کی ہمہ وقت رفاقت و راہنمائی' ترغیب و تشویق اور خاص طور پر ان کی فکرمندی اور جذبۂ صادق کی شدت ہے۔ رفقاء کی ضروریات کا خیال رکھنا' دن میں کئی کئی بار ان کا حال واحوال دریافت کرنا اور تمام اوقات کا کھانا ان کے ساتھ کھانا' یہ سب یقیناً ایسی باتیں ہیں جنہوں نے رفقاء کے خوابیدہ جذبہ کو بیدار کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ پھر قرآن اکیڈمی کے مجموعی ماحول کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اپنے ہی گھر میں شب و روز بسر ہو رہے ہوں۔ ہر شخص کے چہرے پر خلوص بھری مسکراہٹ اور عمل میں نبی اکرمؐ کے اعمالِ مبارکہ کی جھلکیاں نظر آتی تھیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی

ہے کہ دینِ اسلام ہر وقت اور تمام حالات میں قابلِ عمل ہے اور اس پر عمل کرنے سے جو مجموعی ماحول بنتا ہے اس میں ہر طرف سکون ہی سکون اور راحت ہی راحت نظر آتی ہے۔ امیرِ تنظیم کے سوانحی خاکہ اور ان کے خانگی و معاشی حالات کے مطالعہ نے تربیت گاہ میں شریک رفقاء کے دلوں میں عملی طور پر راہِ عزیمت پر گامزن ہونے کا بھرپور جذبہ پیدا کیا۔

رفقاء کیلئے جو بات سب سے زیادہ خوشی و مسرت کا باعث بنی وہ امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے انفرادی ملاقات تھی۔ امیر محترم نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے تربیت گاہ کے شرکاء سے فرداً فرداً اپنے دفتر میں ملاقات د ' جس نے رفقاء کے دلوں کو طمانیت بخشی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک عظیم محسن کی سرپرستی عطا فرمائی ہے۔ ایک ایسا محسن جو خلوص و اخلاص کا پیکرِ مجسّم اور نورِ علمِ قرآن سے مزیّن ہے۔ اللہ تعالیٰ امیر محتر کی زندگی میں برکت عطا فرمائے۔

آخر میں مَیں اپنے تمام رفقاء تنظیم سے دل کی گہرائیوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اقامتِ دین کے اہم فریضے کیلئے جو عہد ہم نے امیر محترم کے ہاتھ بیعت کر کے کیا ہے اس کیلئے کمر ہمت باندھ لیں اور تربیت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں اس ۔ کہ انقلاب ہمیشہ تربیت یافتہ لوگوں ہی کے ہاتھوں برپا ہوا کرتا ہے اور یہ حقیقت شرکاءِ تربیت گاہ پوری طرح واضح ہو گئی ہے کہ جب انسان اپنے پختہ ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں محنت و کوشش کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ کھول دیتا ہے اور قرآن پاک کی آیت " وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا " کی عملی تفسیر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔

(مرتّب: سعید اظہر عاصم۔ ملتان)

تربیتی پروگرام برائے منتظم رفقاء

کام کسی بھی نوعیت کا ہو ' تربیت کے بغیر انجام نہیں پاتا۔ البتہ انقلابی عمل کے لئے تربیت ایک ناگزیر ضرورت کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اگلے مراحل میں کامیابی کا انحصار اسی پر ہوتا ہے۔ خصوصاً اسلامی انقلاب کیلئے تو اس کی اہمیت دہ چند ہو جاتی ہے۔ عام انقلابی نظریات کے برعکس اسلامی انقلاب کیلئے روحانیت اور اخلاقیات کو اساسی اہمیت حاصل ہوتی ہے ' لہٰذا ایسے انقلاب کے کارکنوں کیلئے اخلاقی و روحانی تربیت اوّلیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کارکنوں میں اپنے نظریۂ انقلاب کی توسیع اور مشن کی تکمیل کیلئے حرکت کا جذبہ پیدا کیا جانا اور انہیں نظم کی پابندی کا خوگر بنایا جانا بھی اس تربیت کا لازمی تقاضا ہے۔ ایسی تربیت کے نتیجے میں وہ کارکن تیار ہوتے ہیں جو رات کے راہب اور دن کے مجاہد ہوتے ہیں۔ گویا ان میں صحابہ کرامؓ کی سیرت " هم رهبان بالليل و فرسان بالنهار " کا

عکس نظر آتا ہے۔ تربیت کے سانچے سے گزر کر کارکنوں کی مختلف صلاحیتیں اور استعدادات نکھر کر سامنے آتی ہیں اور اگلے مراحل کیلئے منصوبہ بندی اور پیش رفت کا انحصار کارکنوں کی انہی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔

تربیت کی اسی اہمیت کے پیش نظر تنظیم اسلامی کے چودھویں سالانہ اجتماع کے موقع پر رفقاء کی مطلوبہ تربیت کیلئے تربیت گاہوں کا ایک مستقل سلسلہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور میاں محمد نعیم صاحب کو ناظم تربیت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس سلسلہ کی پہلی دو تربیت گاہیں قرآن اکیڈمی لاہور میں جون ۸۹ء کے دوران منعقد ہوئیں۔ پہلی تربیت گاہ نئے رفقاء کیلئے تھی جو ۲ تا ۹ر جون بحسن وخوبی مکمل ہوئی۔ دوسری تربیت گاہ منتظم رفقاء کیلئے تھی جو ۱۶ تا ۲۳ر جون جاری رہی۔ اس تربیت گاہ کا مقصد رفقاء میں توسیع دعوت کیلئے محنت اور لگن کا جذبہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کی تڑپ اور شوق پیدا کرنا تھا۔ راقم کو بھی اس تربیت گاہ میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ تربیت گاہ کی تفصیلات اور شرکاء کے تاثرات قارئین میثاق کے لئے پیش خدمت ہیں۔

تربیت گاہ کے پہلے روز امیر محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے شرکاءِ تربیت گاہ اور لاہور کے رفقاء سے خصوصی خطاب میں تربیت گاہوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رفقاء کی تربیت کی اہمیت توسیع دعوت کے کام سے کہیں زیادہ ہے' کیونکہ ہمارا مقصد محض ہجوم اکٹھا کرنا نہیں بلکہ اعلیٰ اخلاقی وروحانی اوصاف سے مزین کارکنوں کی جمعیت فراہم کرنا ہے۔ ۲ تا ۹ر جون منعقد ہونے والے تربیت گاہ کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے امیر محترم نے فرمایا کہ یہ تنظیم اسلامی کی تاریخ میں پہلی حقیقی تربیت گاہ تھی' ورنہ اس سے قبل سلسلہ درس وتدریس تک محدود رہتا تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ تربیت گاہوں کی موجودہ شکل تنظیم اسلامی کیلئے ایک اہم پیش رفت ہے اور ہمارے ہر رفیق کو ان میں ضرور شرکت کرنی چاہئے۔

۱۶ تا ۲۳ر جون کی تربیت گاہ میں کل ۴۹ر رفقاء شریک ہوئے۔ ان میں کراچی سے ۱۵' لاہور سے ۸' گجرات سے ۵' راولپنڈی سے ۳' آزاد کشمیر سے ۴' وہاڑی سے ۳' سکھر سے ۲ اور ڈسکہ' سیالکوٹ' قصور' بہاولنگر' پشاور' ملتان' حیدر آباد' ابوظبی اور کھاریاں سے ایک ایک رفیق نے شرکت کی۔ رفیق محترم جناب میجر خاور قیوم صاحب کو جو خود بھی شریک تربیت گاہ تھے' شرکاء کا امیر مقرر کیا گیا۔ شرکاء کو چھ گروپس میں تقسیم کیا گیا اور ہر گروپ میں سے ایک ساتھی کو گروپ کا امیر بنایا گیا۔ تمام رفقاء نے پورے جوش وجذبہ' دلی آمادگی اور انہماک کے ساتھ تمام معمولات میں حصہ لیا' نظم کی پابندی کی اور امراء سے مکمل تعاون کیا۔ امراء نے بھی اپنے رفقاء کے آرام وسکون کا ہر ممکن خیال رکھا۔ جناب خاور قیوم صاحب نے تو اپنے مشفقانہ مزاج اور انتھک محنت سے اپنی ذمہ داری کا حق ادا کر دیا۔

اوقات کار کی تقسیم کچھ اس طرح سے تھی کہ شرکائے تربیت گاہ نماز فجر سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل بیدار

ہوتے اور کھانے ' آرام اور حوائج ضروریہ کے وقفوں کے علاوہ رات دس بجے تک انتہائی مفید ' دلچسپ اور معلومات افزاء پروگراموں میں مصروف رہتے۔

تربیت گاہ کا اہم ترین حصہ امیر محترم کے "اسلام کا انقلابی منشور" پر ایک ایک گھنٹہ کے چھ خطابات تھے۔ ان میں سے پانچ خطابات بذریعہ وڈیو کیسٹ ' رفقاء کو دکھانے کا اہتمام کیا گیا' جبکہ آخری خطاب کیلئے امیر محترم خود تشریف لائے۔ ان خطابات نے نہ صرف اسلام کے نظام عدل وقسط کو قائم کرنے کیلئے مسنون طریق کار کو واضح کیا' بلکہ اس کے نتیجے میں رونما ہونےوالی سماجی' معاشی اور سیاسی تبدیلیوں کو بھی کھول کر رکھ دیا۔

کیف وسرور اور سوزو درد میں ڈوبے ہوئے میاں محمد نعیم صاحب کے لیکچرز بلاشبہ اس پورے پروگرام کی جان تھے۔ ان لیکچرز نے اس پروگرام کو ذکر وفکر اور علم وعمل کی ایک جامع تربیت گاہ بنا دیا۔ میاں صاحب نے اپنے سادہ اور تصنع سے پاک انداز گفتگو میں واضح کیا کہ ہمارے جمود کی اصل وجہ یہ ہے کہ غلبۂ دین کا جذبہ ہمارے ذہنوں میں تو سما گیا ہے لیکن ابھی قلب کی گہرائیوں میں نہیں اترا۔ انہوں نے رفقاء کے سامنے اس عمارت کا تصور پیش کیا' جس کی تین منزلیں یعنی عبادتِ رب 'شہادت علی الناس اور اقامتِ دین زمین سے اوپر ہیں اور حدیث جبرائیل کے حوالے سے تین منزلیں یعنی اسلام ' ایمان اور احسان زمین سے نیچے ہیں۔ اوپر کی تین منزلوں کا تعلق اگر ذہن اور عمل سے ہے تو نیچے کی تین منزلیں قلب سے تعلق رکھتی ہیں۔ انہوں نے قلب میں نرمی اور سوزو گداز پیدا کرنے کیلئے سورۃ البقرہ کی آیت ۷۴' سورۃ الحدید اور متعدد احادیث مبارکہ کی روشنی میں گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ کلمہ طیبہ افضل ذکر ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ ہی معبود ہے اور محمدؐ اس کے رسول ہیں۔ اللہ کو معبود ماننا ہے تو اس کا حکم بھی ماننا ہو گا اور قرآن حکیم ہی دراصل اس کا حکم ہے اور سنت رسولؐ اس کا عملی نمونہ ہے۔ اسے اپنانے کیلئے ہمیں سورۃ المؤمنون کی ابتدائی گیارہ آیات میں بیان شدہ چھ نکاتی پروگرام پر عمل کرنا ہو گا اور اس عمل کو اس درجے پختہ کرنا ہو گا کہ سورۃ التوبہ کی آیت ۲۴ کے مطابق اللہ ' اللہ کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ ہمارے لئے باقی تمام دنیوی رشتوں سے محبوب تر ہو جائیں۔ غلبۂ دین کی جدوجہد میں ہمیں بھی کسی درجہ میں اسی کشمکش سے دوچار ہونا پڑے 'جس کا سامنا صحابہ کرامؓ اور خود نبی کریمؐ کو کرنا پڑا اور پھر ہم ہر طرف سے مایوس ہو کر مدد اور استعانت کیلئے رات دن بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریزی کی تڑپ محسوس کریں۔ میاں صاحب نے عملی مثالوں کی مدد سے بڑی عمدگی سے واضح کیا کہ والدین 'اولاد ' بیوی اور احباب کو دعوتِ دین کس حکمت کے ساتھ دی جا سکتی ہے۔

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بڑے دل پذیر انداز میں رفقاء کی توجہ ان باطنی بیماریوں کی طرف دلائی جو انسان کی نیکیوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں۔ غیبت 'کینہ 'حسد 'تکبر ' بے حائمہ 'جھوٹ اور ریاکاری جیسی بیماریوں کی نشاندہی

اوران کی ہلاکت خیزی کی وضاحت کیلئے انہوں نے قرآن وحدیث کے انتہائی جامع حصوں کا انتخاب کیا۔ آپ نے نماز کے مسائل بتانے کے علاوہ ادعیہ ماثورہ کے التزام اور دعوتِ دین کیلئے حکیمانہ انداز اختیار کرنے کی اہمیت پر بھی زور دیا۔

جناب عبدالرزاق صاحب نے جماعت کی ضرورت' جماعت میں شمولیت کا مقصد' تنظیم اسلامی کی ہیئت اجتماعی' تنظیم اور دیگر دینی جماعتوں میں امتیاز' تنظیم اسلامی کا ڈھانچہ اور تنظیم کے رفقاء میں باہمی رابطہ ایسے اہم موضوعات پر لیکچر دیئے۔ انہوں نے ان تفصیل طلب موضوعات کو مختصر وقت میں بڑے جامع انداز سے بیان کیا اور کسی بھی لحہ کلاس کے ماحول کو خشکی کا شکار نہ ہونے دیا۔ تربیتی پروگرام کا ایک اہم حصہ مطالعہ لٹریچر تھا۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی کی قراردادِ تاسیس' امیر محترم کی تالیف دعوت الی اللہ' مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی تصنیف دعوت دین اور اس کا طریقہ کار اور امیر محترم کی تقاریر پر مشتمل کتاب "منہج انقلاب نبوی" کی تلخیص رفقاء کے سامنے لائی گئی۔ یہ فریضہ ڈاکٹر ابصار احمد صاحب نے بحسن وخوبی ادا کیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف جامعہ پنجاب کے شعبہ فلسفہ سے منسلک ہیں اور قرآن اکیڈمی کے اعزازی ڈائریکٹر بھی۔ ان کی منکسر المزاج متواضع طبیعت نے تمام شرکاء کو بہت متاثر کیا۔

تجوید القرآن کے اصول سکھانے کیلئے قاری افتخار احمد کاظمی صاحب کی کتاب ترتیل قرآن سے مدد لی گئی۔ قاری شاہد اسلام بٹ صاحب نے ایک لیکچر میں تجوید قرآن کی اہمیت پر انتہائی جامع انداز میں روشنی ڈالی۔ چھ قاری حضرات نے بڑی مستقل مزاجی سے روزانہ شرکاء کے چھوٹے چھوٹے گروپوں کو تجوید کے قواعد اور الفاظ کے مخارج نہ صرف سکھائے بلکہ قرآن حکیم کی آخری دس سورتوں کی مشق بھی کروائی۔ اس مشق سے نہ صرف رفقاء میں قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کی اہمیت کا احساس ولایا بلکہ اس ضمن میں اپنی خامیوں کو دور کرنے کی پیاس بھی پیدا کی۔ نماز عشاء کے بعد اور اذان فجر سے قبل احادیثِ مبارکہ گے ذریعہ ذکر الٰہی' قیام اللیل' مسواک کے استعمال اور نماز با جماعت کے فضائل کا بیان رفقاء کے ایمان میں تازگی اور جذبہ عمل میں اضافہ کا سبب بنا۔

نظم کی پابندی کیلئے ہر رفیق کو ایک چارٹ دیا گیا تھا جسے وہ روزانہ بعد نماز عشاء پر کرتا اور خود اپنا احتساب کرتا کہ اس نے دن بھر کن کن معمولات میں حصہ لیا اور کتنے پروگراموں میں بروقت شرکت کی۔

امیر محترم نے تربیتی پروگرام شرکاء کے ہر گروپ کو علیحدہ علیحدہ شرف ملاقات بخشا۔ آپ نے ہر رفیق کا تعارف حاصل کیا اور ان کے ذاتی حالات دریافت کیئے۔ اس کے علاوہ

امیر محترم نے اپنی اہم مصروفیات کے باوجود روزانہ ایک گھنٹہ رفقاء کے سوالات کے جوابات دینے کیلئے مرحمت فرمایا۔ ان جوابات نے نہ صرف رفقاء کے بہت سے اشکالات کو دور کیا بلکہ ان کے علم میں بھی خاطر خواہ اضافہ کیا۔

محترم خاور قیوم صاحب کے خصوصی لیکچرز نے بلاشبہ رفقاء کے قلوب پر انمٹ نقوش قائم کر دیئے ان کے لیکچرز کا موضوع تھا امیر تنظیم اسلامی کے خانگی اور معاشی حالات اور ان اعتراضات کا جواب جو امیر محترم پر ان کی فکر اور ذات کے حوالہ سے کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے سقوط ڈھاکہ سے قبل مشرقی پاکستان میں ہونے والے عبرتناک واقعات اور پاکستانی قوم کی موجودہ غفلت اور زبوں حالی کا نقشہ اس دردمندی سے کھینچا کہ اکثر رفقاء کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔

تربیت گاہ کے دوران لاہور کی پانچوں تنظیموں نے عریانی اور فحاشی کے خلاف مظاہرہ کا پروگرام بنایا۔ لاہور کی شرقی، شمالی اور غربی تنظیم نے روزنامہ جنگ کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا جبکہ شرکائے تربیت گاہ نے لاہور کی وسطی اور جنوبی تنظیم کے ہمراہ روزنامہ نوائے وقت کے دفتر کے سامنے مظاہرہ کیا۔ مظاہرہ میں رفقاء کا نظم و ضبط مثالی اور ان کا جوش و خروش قابل دید تھا۔ آج کا دن ان کے لئے اس اعتبار سے بڑی اہمیت کا حامل تھا کہ عریانی، فحاشی اور دیگر منکرات کے خلاف جس طوفان کو وہ ایک عرصے سے اپنے سینوں میں تھامے ہوئے تھے آج انہیں اس کے اظہار کا موقع مل رہا تھا۔ ان کے چہروں پر عزم و حوصلہ ظاہر کر رہا تھا کہ اگر ان کی زندگی میں اقدام کا مرحلہ آ گیا تو وہ بفضلہٖ تعالیٰ اپنی جانیں دینے سے بھی گریز نہ کریں گے۔

تربیت گاہ کا آخری پروگرام سورۃ الحدید کے جامع درس پر مشتمل تھا جو بذریعہ وڈیو کیسٹ رفقا کو دکھایا گیا، سورۃ الحدید قرآن حکیم کی بڑی جامع سورہ ہے اور اس پر امیر محترم کے تفصیلی دروس بذریعہ کیسٹ محفوظ ہیں، لیکن رمضان ۸۸ء میں دورہ ترجمہ قرآن کے دوران امیر محترم نے مختصر سے وقت میں اس سورہ کا درس جس قدر جامع اور پر تاثیر انداز میں دیا ہے اس نے بلاشبہ رفقاء کے قلب و دماغ پر گہرا تاثر قائم کیا۔

تربیت گاہ کے معمولات اور پروگراموں کیلئے اوقات کار کی تقسیم بڑی حکمت اور منصوبہ بندی سے کی گئی تھی۔ اس کا فوری نتیجہ یہ نکلا کہ شرکاء میں وقت کی قدر و قیمت کا احساس اجاگر ہوا۔ میاں صاحب کی شرکاء کے ساتھ ہمہ وقت رفاقت بھی ہر رفیق کیلئے باعث تقویت تھی۔ میاں صاحب کا بار بار امراء سے مشورہ کرنا بھی دراصل انہیں شورائیت کی اہمیت کا احساس دلانے کیلئے تھا۔ اس تربیت گاہ نے رفقاء کے مابین وہ ذہنی ہم آہنگی، قلبی محبت اور بے تکلفی پیدا کر دی جو غلبہ دین کی جدوجہد کرنے والوں کیلئے وصف لازم کی حیثیت رکھتی

ہے۔ اسی طرح اس تربیتی پروگرام نے شرکاء کو نہ صرف ان کی خامیوں اور کوتاہیوں کا شدید احساس دلایا بلکہ ان کو دور کرنے کیلئے نیا جذبہ اور ولولہ بھی عطا کیا۔

تنظیم اسلامی کے ہر رفیق نے بیعت کی صورت میں دین کے غلبہ کی جدوجہد کیلئے ایک عہد کیا ہے۔ اس عہد کی پاسداری اور اپنے ایمان کو جلا بخشنے کیلئے ضروری ہے کہ ایسی تربیت گاہ میں شرکت کی جائے۔ درپیش رکاوٹوں کی دوری کیلئے اللہ سے خصوصی دعا مانگنی چاہئے۔ تجربات شاہد ہیں کہ اگر نیت صاف ہو' جذبہ صادق ہو اور تڑپ سچی ہو تو بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی دور ہو جاتی ہے۔ (مرتب: نوید احمد)

بقیہ: عرضِ احوال

ہے۔ سال اول اور سال دوم دونوں کلاسز پروگرام کے مطابق چل رہی ہیں...... لیکن احباب کی جانب سے یہ تقاضا بار بار سامنے آتا تھا کہ قرآن کالج میں ایف اے کلاسز کا آغاز بھی کیا جانا چاہئے۔ اس لئے کہ میٹرک کے فوراً بعد کا وقت ہی طلبہ کیلئے آئندہ تعلیم کے سلسلے میں منصوبہ بندی کے اعتبار سے فیصلہ کن ہوتا ہے...... اسی طرح کی بعض دیگر وجوہات بھی سامنے آئیں۔ چنانچہ اس سال سے قرآن کالج میں ایف اے کلاسز کے آغاز کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ گویا اب قرآن کالج میں میٹرک کے فوراً بعد طالبعلم کو داخلہ دیا جائے گا اور وہ گریجویشن تک اپنی تعلیم اسی کالج میں اس کیفیت کے ساتھ مکمل کر سکے گا کہ عربی گرامر' ترجمہ قرآن اور تجوید کی تعلیم ایک حد تک مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ کی مبادیات سے بھی اس کی شناسائی ہو جائے گی۔ طلبہ اور ان کے سرپرستوں کیلئے اس نئی اسکیم میں اضافی کشش اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس تعلیمی منصوبے میں طلبہ کا کوئی اضافی سال صَرف نہیں ہو گا' بلکہ چار سال کے دورانئے ہی میں یہ پورا تعلیمی نصاب مکمل کر لیا جائے گا۔ (انشاء اللہ)۔ البتہ جو طالبعلم ایف اے' ایف ایس سی کے بعد بی اے کرنے کی غرض سے قرآن کالج میں داخلہ لیں گے' انہیں بہرحال ایک اضافی سال دینا ہو گا کہ کُل دو سال میں بی اے کی تیاری کے ساتھ دینی نصاب کی تکمیل کسی طور ممکن نہیں۔ ایف اے کلاسز میں داخلے میٹرک کا رزلٹ نکلنے کے بعد اُنہی ایام میں ہوں گے' جب دیگر کالجوں میں داخلوں کا آغاز ہوتا ہے۔ قارئین 'میثاق' کیلئے موقعہ ہے کہ وہ ابھی سے اپنے گھروں اور حلقہ احباب میں شامل ان طلبہ پر کام شروع کر دیں جو اس سال میٹرک کا امتحان دے چکے ہوں اور انہیں ذہناً آمادہ کریں کہ وہ قرآن کالج میں داخلہ لے کر اس حدیث نبویؐ کے کسی درجے میں مصداق بننے کی سعی کریں' جس کی رُو سے قرآن کا پڑھنا پڑھانا ہی بہترین کیریئر ہے۔ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ ☐

خطوط ونکات

مکتوبِ نیویارک

ایک دینی تحریک کے ایک دیرینہ شریکِ سفر کے تاثرات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۷؍ دسمبر ۱۹۸۸ء (بخط تحریر محترم قمر سعید صاحب) ۲۸؍ دسمبر کو موصول ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ میں تو سمجھتا تھا کہ آپ غریب الدیار لوگوں کو بالکل بھول ہی گئے ہوں گے، لیکن خط سے معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم سب دین کے ادنیٰ ترین خادم ہیں اور جتنا کچھ اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وطنِ عزیز سے کچھ امیدیں وابستہ ہیں کہ شاید اللہ کا دین وہاں کچھ برگ وبار لائے اس لئے وہاں کی تحریکاتِ اسلامی سے مانوس ہونے کی کوشش کرتا رہتا ہوں، خواہ دُور سے ہی۔ شاید اللہ تعالیٰ کوئی خدمت لے لے۔

خط کے ساتھ ہی دسمبر ۱۹۸۸ء کا میثاق ملا۔ پڑھا اور ختم بھی ہو گیا۔ "عرض احوال" میں وہی کچھ ہے جو میرے خواب وخیال میں گو نجتا رہتا ہے اور اسی کی طرف میں نے توجہ بھی دلائی تھی آپ کو۔ آپ کا CONCERN تحریکِ اسلامی کے تعلق سے بجا ہے اور ہر سوچنے سمجھنے والا فرد جس کے دل میں اسلام کی محبت ہے اور وہ پاکستان میں اللہ کے دین کو غالب دیکھنا پسند کرتا ہے، اسی انداز پر سوچے گا۔ میں نے "عرض احوال" پڑھنے سے ایک ہفتہ قبل ایک تفصیلی خط محترم اسعد گیلانی صاحب کو بھیجا ہے، جس کا مرکزی مضمون وہی ہے اور میں نے اسی چیز کو اقوامِ عالم کی سیاست، امریکہ اور روس کی افغانستان کی رسہ کشی اور انقلابِ اسلامی کی آفاقی ضرورت کے پس منظر میں لکھا ہے۔ ان سے میں نے درخواست کی ہے کہ جماعت کو انتخابی سیاست سے نہ کچھ ملا ہے "سوائے بھیک کے چند ٹکڑے" اور نہ آئندہ ملے گا اور نہ پاکستان میں اسلام اس راہ سے آسکتا ہے۔ لہٰذا انتخابی سیاست کو طلاق دے کر کسی اور ہی انقلابی عنوان سے تحریک کی فکری تعمیر کریں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آئندہ آٹھ دس سال تک دنیا کو روسی بھیڑیئے (RUSSIAN BEAR) کی دست برد سے نجات ملے گی۔ روس اپنے حالات کو ٹھیک کرنے میں لگ گیا ہے اور چین پہلے ہی سے اسی ڈگر پر چلا جارہا ہے۔ ان قوموں کے سرخ انقلابیوں کو دنیا کے دیگر ممالک میں ہنگامے کھڑا کرنے کی فرصت نہیں ملے گی۔ وہ اب اپنی دنیا بنانے کی فکر میں

لگ گئے ہیں۔ مغرب کی آزاد اقوام کے شانہ بشانہ ترقی اور معیاری زندگی بڑھانے کی مسابقت میں لگ گئے ہیں، لیکن میرا خیال ہے کہ ایک دہائی (DECADE) کے اندر ہی انہیں مایوسی ہوگی، اس لئے کہ اشتراکیت اپنی موجودہ ہیئتِ اجتماعی میں ان مقاصد کو حاصل نہ کر سکے گی۔ وہ پھر اپنے پنجے نکال کر اقوامِ عالم کو زیر و زبر کرنے کا کھیل شروع کر دے گی۔

.... لیکن یہ چند سال ایشیائی بالخصوص مسلم قوموں کیلئے ایک نعمت ہیں جو خاص اللہ کی دین ہے۔ اس فرصت میں اگر وہ سنبھل کر اپنے حالات درست کر لیں اور کہیں کسی خطہ میں اسلامی انقلاب چپکے سے لے آئیں تو یورپی اور سرخ اقوام زیادہ شور نہ کریں گی..... پاکستان اور افغانستان یا وہ مسلم ممالک جہاں جہاں اسلامی تحریکیں اقامتِ دین کی جدّوجہد کر رہی ہیں، ان کے لئے سنہری موقع ہے کہ اللہ کا دین قائم کر لیں۔ یہ اس صدی کا دوسرا موقع ہے۔ پہلا موقع ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۸ء تک رہا جب یورپ اپنے زخموں کو چاٹ رہا تھا، امریکہ مارشل ایڈ کے ذریعے اقوامِ یورپ کی تشکیلِ نو میں لگا ہوا تھا اور روس سٹالن کے توڑ پھوڑ کے تجربات سے گذر رہا تھا۔ وہ وقت پاکستان میں اسلامی انقلاب کیلئے بہت موزوں تھا۔ اگر دستوری مہم کو ختم نہ کر دیا گیا ہوتا بلکہ اس مہم کو ۱۹۵۶ء کا دستور بن جانے کے بعد انقلابِ حیات کے رخ پر ڈال دیا گیا ہوتا تو چند برسوں میں پاکستان میں اسلامی انقلاب آ گیا ہوتا اور کسی ایوب خان کو (جو یہود اور صیہونی تحریک کا ایک ایجنٹ تھا) اس ملک کی سیاسی بساط کو الٹ دینے کا موقع نہ ملتا۔

لیکن تحریکِ اسلامی کا انقلابی راہ کو چھوڑ کر اور ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۶ء تک چلائی ہوئی دستوری مہم کے انقلاب انگیز نتائج سے چشم پوشی کر کے انتخابات کے انتظار میں بیٹھ جانا ایک تاریخی غلطی تھی، جس سے فائدہ اٹھا کر اغیار نے ملت کی پوری گاڑی کو DERAIL کرا دیا اور وہ اب تک ٹھیک نہیں ہو رہی ہے۔

اب تیس سال کے بعد یہ موقع پھر آ گیا ہے اگر پاکستان کی دونوں اسلامی تحریکیں مل کر انقلاب کیلئے تیار ہو جائیں، افغانستان کی جنگ آزادی کے منطقی نتیجہ میں اسلامی حکومت کے قیام میں پوری طرح ممدّ و معاون ہوں تو پھر تینوں کی متحدّہ قوت سے انقلاب کی راہ وطن عزیز میں بھی ہموار ہو سکتی ہے۔ اس کے مواقع میسر ہیں، وقت تیار ہے، بین الاقوامی حالات ساز گار ہیں۔ صرف مسلمان جماعتوں کی ایک متحدہ صورت گری اس کو حاصل کر سکتی ہے۔ اگر تحریک اسلامی سیاست کے میدان سے نہیں، بلکہ صرف انتخابی سیاست سے علی الاعلان دستبردار ہو جائے تو دیگر مسلمان جماعتیں جن کو جماعت سے خدائی بیر ہے، ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہو کر ملک کے VESTED INTERESTS کو شکست سے دوچار کر سکتی ہیں اور جس کے بغیر پاکستان میں اسلامی انقلاب کی راہ کبھی بھی ہموار نہیں ہو سکتی ہے۔

میں نے یہی کچھ تاثر اپنے خط میں اسعد گیلانی صاحب کو دیا ہے۔ تنظیم اسلامی کا " OFFER " بھی بہت کھلا ہوا ہے اور نیک ہے، لیکن معاملہ کچھ ایسا ہے کہ جماعت کے اندر بھی کچھ VESTED INTEREST گھس آئے ہیں جو اغیار کا کھیل کھیل کر جماعت کو اندر ہی اندر کر کے اس

کو اپنے مرکزی مقصد سے کشاں کشاں دور لئے جارہے ہیں۔ اب تو اس GAME کو طشت از بام ہونا چاہئے، ورنہ تحریک ایک SINKING PROCESS میں چلی گئی ہے، جس کیلئے ہم سب ذمہ دار ہوں گے۔

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ اگست میں تشریف لارہے ہیں۔ میں انشاء اللہ بیگ بھائی کے ہمراہ آپ کے کیمپ میں ضرور شریک ہوں گا۔ ان کا سلام قبول کیجئے۔ آپ یہاں کے رفقاء کو لکھ بھیجئے گا کہ وہ مجھ کو اپنے پروگرام سے مطلع کرتے رہیں۔ ۳۰ ڈالر کا ایک چیک ارسال خدمت ہے، جو چندہ ہے میثاق اور حکمت قرآن کا۔ باقی رقم سے کچھ تحریکی لٹریچر ارسال کر دیں، مشکور ہوں گا۔ ایک مشورہ ہے کہ میثاق میں ایک صفحہ پر مطبوعہ کتابوں کی فہرست ضرور دیا کریں، تاکہ لوگوں کو انتخاب میں دشواری نہ ہو اور تشہیر بھی ہوتی رہے۔ میں غالباً مارچ کے آخر یا پھر رمضان کے بعد پاکستان آؤں گا تو انشاء اللہ آپ سے ملاقات رہے گی۔ اپنی نئی کتاب جو یہاں کے مسلمانوں کیلئے لکھی ہے اور ایک کتاب جو امریکی غیر مسلموں کیلئے ہے ارسال خدمت ہے۔ اپنی آراء (VIEWS) سے ضرور نوازیئے گا! ایک دوسری کتاب ابھی زیر تکمیل ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ اس کا تعارف یا دیباچہ لکھ دیں۔ وہ کتاب یہاں اقامتِ دین کی جدّوجُہد کیلئے ایک پورا نقشۂ کار پیش کرے گی۔ وہ بھی مسلمانوں کیلئے ہے۔ آپ کو انشاء اللہ جلد ہی اس کا مسودہ ارسال کر دوں گا۔ میری کتاب کمپیوٹر میں داخل ہو چکی ہے۔ کچھ ضروری اصلاح و ترمیم کے بعد جب وہ آخری شکل میں آئے گی تو آپ کو ارسال کر دوں گا۔ امید ہے کہ آپ اس کے لئے وقت ضرور نکالیں گے۔ قمر سعید صاحب اور دیگر رفقائے کار کی خدمت میں سلام عرض ہے۔

خادم دین شمیم احمد صدیقی

تعلیمی قرضہ فنڈ کا اجراء

ہمارے مشاہدہ میں یہ بات آئی تھی کہ کچھ ضرورت مند طلباء قرآن اکیڈمی یا قرآن کالج میں داخلہ کے خواہشمند ہونے کے باوجود داخلہ سے اس لیے پہلوتہی کر جاتے تھے کہ انجمن سے وظیفہ لینے پر ان کی طبیعت آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر انجمن نے ایک تعلیمی قرضہ فنڈ قائم کر دیا ہے جس سے قرض لے کر ضرورت مند طلباء اپنے تعلیمی اخراجات پورے کر سکیں گے اور برسرِ روزگار آنے کے بعد آسان اقساط میں یہ قرض واپس کر دیں گے۔

تمام اصحاب سے گزارش ہے کہ وہ مستحق اور ذہین طلباء کی توجہ اس اضافی سہولت کی طرف مبذول کرائیں اور انہیں قرآن کالج اور قرآن اکیڈمی میں داخلہ کی ترغیب دلائیں۔ جو اصحاب اس صدقہ جاریہ میں شرکت کے خواہش مند ہوں وہ اپنا چیک یا ڈرافٹ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے نام ارسال کریں۔ واضح رہے کہ اس فنڈ میں زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی۔

HOUSE OF QUALITY BEARINGS

KHALID TRADERS

IMPORTER, INDENTOR, STOCKIST, SUPPLIER,
OF ALL KINDS OF BALL, ROLLER & TAPER BEARINGS

WE HAVE :
- BEARINGS FOR ALL INDUSTRIES & MARINE ENGINES.
- AUTOMOTIVE BEARINGS FOR CARS & TRUCKS.
- BEARINGS UNIT FOR ALL INDUSTRIAL USES.
- MINIATURE & MICRO BEARINGS FOR ELECTRICAL INSTRUMENTS.

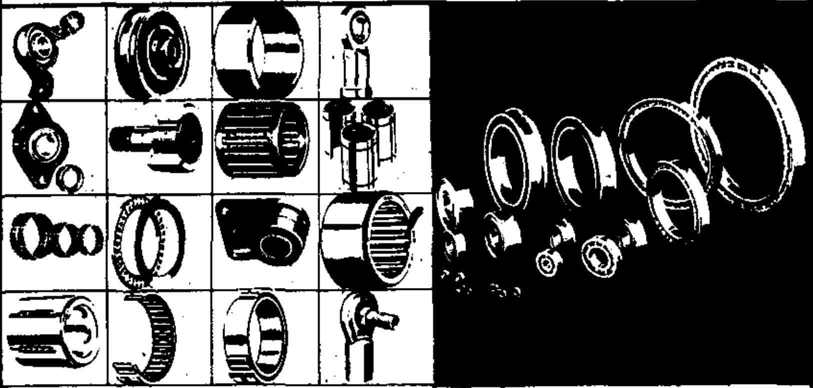

INA PRODUCTS

EZO HIGH PRECISION

MINIATURE BEARINGS
EXTRA THIN TYPE BEARINGS
FLANGED BEARINGS
BORE DIA .1 mm TO 75 mm

DISTRIBUTOR

ROD KBC EZO

STOCKIST

TR Koyo INA NTN NACHI NSK SKF

CONTACT : TEL. 732952 - 735883 - 730595
G.P.O BOX NO.1178.OPP KMC WORKSHOP
NISHTER ROAD, KARACHI - PAKISTAN
TELEX: 24824 TARIQPK. CABLE: DIMAND BALL.

نئی کارمینا نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے زیادہ پُرتاثیر

انسان کی تن دُرستی کا زیادہ تر انحصار معدے اور جگر کی صحت مند کارکردگی پر ہے۔ اگر نظامِ ہضم درست نہ ہو تو دردِ شکم، بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن، گرانی یا بھوک کی کمی جیسی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں جس کے سبب غذا صحیح طور پر جُزو بدن نہیں بنتی اور صحت رفتہ رفتہ متاثر ہونے لگتی ہے۔

پاکستان اور دنیا کے بہت سے ممالک میں ہمدرد کی کارمینا پیٹ کی خرابیوں کے لیے ایک مؤثر نباتی دوا کے طور پر شہرت رکھتی ہے۔ چونکہ یہ ہر گھر کی اہم ضرورت ہے اس لیے ہمدرد کی تجربہ گاہوں میں اس کی افادیت پر ہمہ وقت تحقیق و تجربات کا عمل جاری رہتا ہے۔ نئی کارمینا اسی تحقیق کا حاصل ہے۔ نئی کارمینا کو پودینے کے جوہر اور دیگر مفید و مؤثر اجزا کے اضافے سے زیادہ قوی، پُرتاثیر اور خوش ذائقہ بنا دیا گیا ہے۔

نئی کارمینا نظامِ ہضم کو بیدار کرنے، معدے اور آنتوں کے افعال کو منظم و دُرست رکھنے میں زیادہ کارگر ہے۔

بچوں بڑوں سب کے لیے مفید **نئی کارمینا** ہمیشہ گھر میں رکھیے

ہمدرد
ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں

تحقیق، رُوحِ تخلیق ہے

Adarts

CAR- 4/88

تازہ، خالص اور توانائی سے بھرپور

پاک پیور ®

مکھن اور دیسی گھی

یونائیٹڈ ڈیری فارمز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

(قائم شدہ ۱۸۸۰) لاہور

۲۲- لیاقت علی پارک ۲- بیڈن روڈ- لاہور، پاکستان

فون: ۲۲۱۵۹۸ - ۳۱۲۷۵۶

SV ADVERTISING

METHOTREXAT

INDICATION Methotrexate represents an important component of combination regimens used in the chemotherapy of numerous malignancies. It is indicated in the first place in the treatment of gestational choriocarcinoma, breast carcinoma, active lymphoblastic leukemia, meningeal forms of leukemia, malignant lymphomes, sarcomas of bones and soft tissues, and further in the treatment of tumours of the lung and skin, Burkitt's lymphoma, mycosis fungoides, and head and neck tumours. **ADMINISTRATION AND DOSAGE** The administration of methotrexate may be peroral, intramuscular, intravenous, intraarterial, or intrathecal. Several regimens for the administration of the preparations METHOTREXAT Lachema exist in the chemotherapy of individual types of malignities. The dosage is individual and must be always determined by an experienced physician. Intravenous or intramuscular administration of leucovorin represents an effective mean for neutralizing the toxic effects of methotrexate. It can be used after any overdosage. **PACKAGE** METHOTREXAT Lachema 5 inj. Lyophil. METHOTREXAT Lachema 50 inj. Lyophil. METHOTREXAT Lachema 500 inj. Lyophil. METHOTREXAT Lachema 2.5 mg tab. METHOTREXAT Lachema 10 mg tab.

LA CHE MA

LEUCOVORIN

Ca LACHEMA

INDICATION Leucovorin (folinic acid, citrovorum factor) is a derivative and the active form of folic acid. Cytostatically active antagonists of folic acid, e.g. methotrexate, prevent effectively the formation of tetrahydrofolate by inhibiting dihydrofolate reductase, which is an important factor in the transfer of monocarbon residues in the biosynthesis of nucleic acids, and in this way retard indirectly the cell division. The administration of leucovorin makes it possible to circumvent this reaction and thus to resume the biosynthetic processes. An antidotum in the overdosage and forced interruption of the therapy with methotrexate. It is used systematically in the protective treatment in the therapy with medium and high doses of methotrexate. **PACKAGE** LEUCOVORIN Ca Lachema 2.5 inj. lyophil. LEUCOVORIN Ca Lachema 25 inj. lyophil. **ADMINISTRATION AND DOSAGE** Leucovorin is usually administered in a dose of 3-40 mg/m² in intervals of three up to six hours for 48-72 hours. After administration of extremely high doses of methotrexate the dosage of leucovorin should be controlled on the basis of continous examination of methotrexate concentration in serum.

LA CHE MA

An Antitumour drug based on cisplatin. (cisplatinum, cis-DDP)

INDICATION Tumours of testis and ovarium, especially when used in combination therapy with vinblastine, bleomycin, adriamycin, and cyclophosphamide. Combination therapy of several other malignancies: tumours of the head and neck region, bladder, uterine cervix, and lung. **ADMINISTRATION AND DOSAGE** PLATIDIAM is usually administered in a dose of 100-120 mg of cis-DDP per m² in a single dose or divided into 5 doses administered in five consecutive days in series separated by 3-4 weeks. This schedule is employed in both mono- and polychemotherapy. The safe use of the preparation PLATIDIAM is based on appropriate hydration regimen with forced diuresis. The following scheme of infusion is recommended. Prehydration with 500-1000 ml of 5% glucose within 1-2 hours, administration of PLATIDIAM in 1500-2000 ml of Ringer 1/2 or saline solution within 1-4 hours, 100 ml of 15% mannitol within 30 minutes, and posthydration with 500 ml of 5% glucose within 1 hour. **PACKAGE** PLATIDIAM 10 mg inj. Lyophil. PLATIDIAM 25 mg inj. Lyophil. PLATIDIAM 50 mg inj. Lyophil.

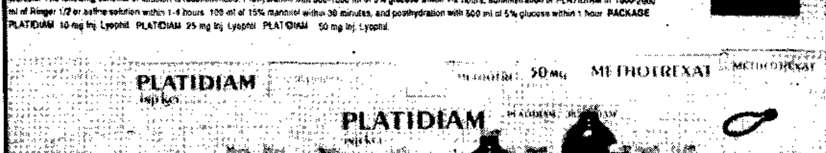

Producer:

LA CHE MA

Czechoslovakia

INTERNATIONAL BUSINESS LINKERS

FOR FURTHER INFORMATION CONTACT

[illegible]

PHARMACEUTICAL DIVISION

P.O. BOX 10012, KARACHI.

PHONE : 236559

Exporter:

M/S

[illegible]

Czechoslovakia

عمیر ایسوسی ایٹ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۰۱۲ کراچی نمبر ۲

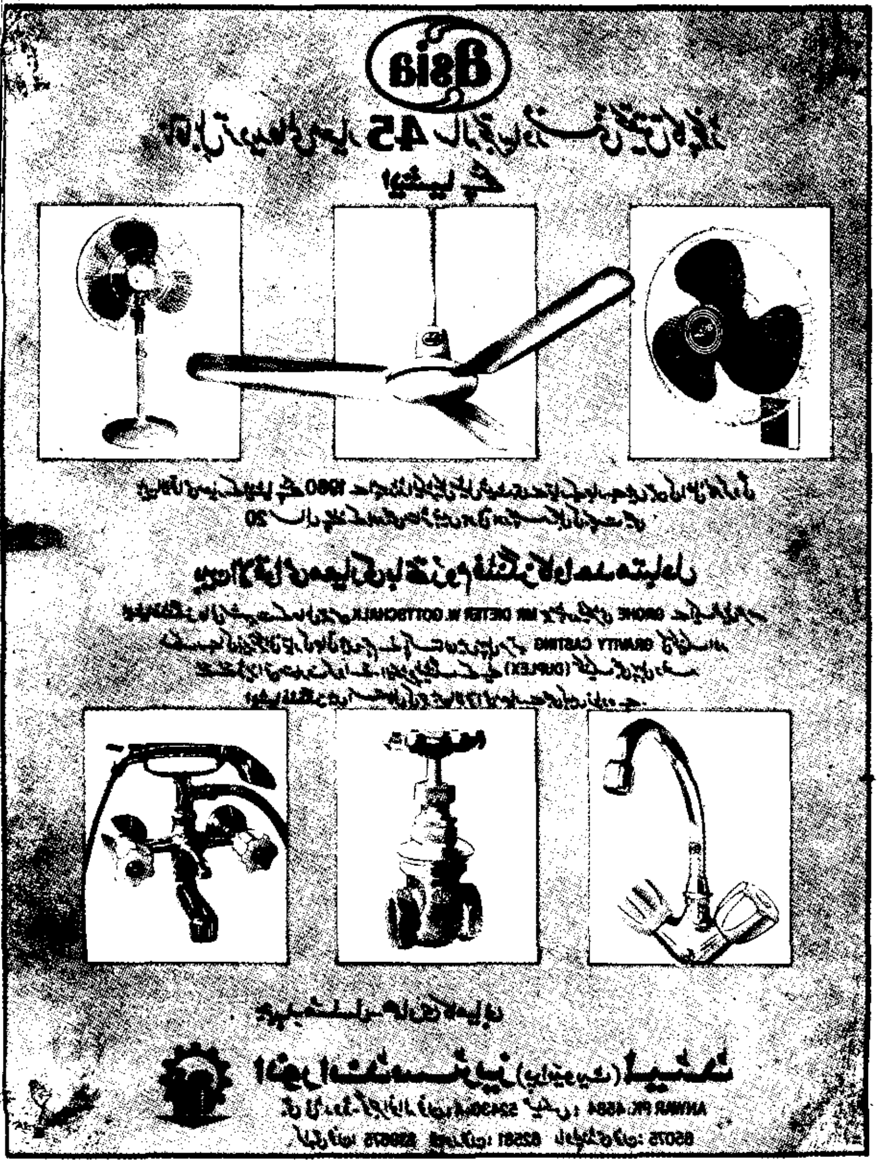

Jawad Products

We are manufacturing and exporting ready made garments (of all kinds including shirts, trousers, blouses, jackets, uniforms, hospital clothing; kitchen aprons), bedlinen, cotton bags, textile piece goods etc.

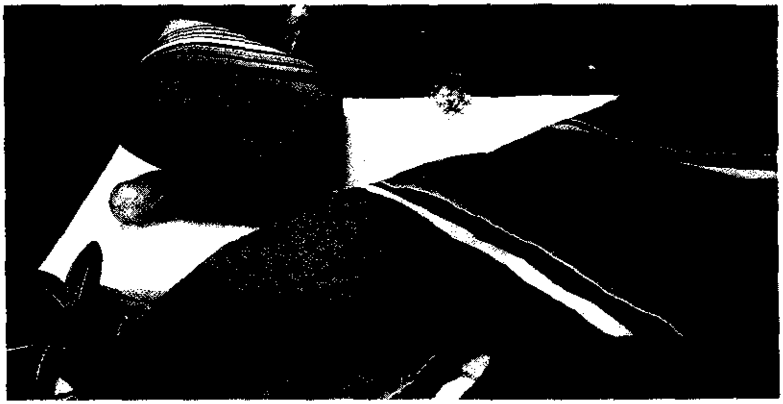

For further details write to :

M/s. Associated Industries (Garments) Pakistan (Private) Ltd.,

IV/C/3-A (Commercial Area),
Nazimabad,
Karachi - 18
Tele : 610220/616018/625594

MONTHLY
Meesaq
LAHORE

Regd. L. No. 7360
VOL. 38 No. 7
JULY 1989